بانی ومہتمم :مفتی محمد رضا قادری نقشبندی مصباحی خلیفہ حضور شیخ العالم وسربراہ اعلیٰ علما کونسل نیپال **بفیض روحانی :** مجمع الفضائل والبرکات،مظہر کمالات امام ربانی حضور شیخ العالم مولانا شاہ احمد رضا نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ **قیادت :**قائد ملت نیپال حضرت مولاناالحاج سید غلام حسین مظہری مرکزی صدر علما کونسل نیپال

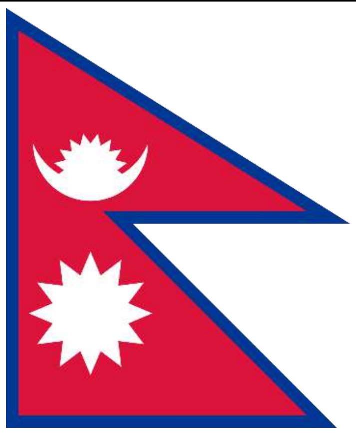

نیپال اردو ٹائمز

Weekly
The NEPAL URDU TIMES

شمارہ نمبر ۷۲
ISSUE (72)

چیف ایڈیٹر : عبدالجبار علیمی نظامی

جلد نمبر ۱
VOL:(1)

۱۵ جنوری ۲۰۲۶ مطابق ۲۵ رجب المرجب ۱۴۴۷ھ اگتے ماگھ بروز جمعرات

صفحات 10

weeklynepalurtutimes@gamil.com

وینزویلا کے حالات پر نیپال کا اظہار تشویش، پرامن حل کی اپیل کی

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وینزویلا میں حالیہ پیش رفت پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے نیپال نے کہا ہے کہ وہ صورتحال پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے۔امریکہ نے ہفتے کے روز وینزویلا کے صدر نکولس مادورو کو امریکہ کے حوالے کر دیا۔نیپال کی سیاسی جماعتوں نے امریکہ کی طرف سے ایک خود مختار ملک کے سربراہ کی گرفتاری پر احتجاج کیا۔کاٹھمانڈو میں بھی امریکہ کے خلاف مظاہرے ہوئے۔اس واقعے کے چار دن بعد،نیپال کی حکومت نے بھی تمام متعلقہ فریقوں سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ تحمل کا مظاہرہ کریں اور ایسے اقدامات سے گریز کریں جس سے کشیدگی میں اضافہ ہو۔وزارت خارجہ کی طرف سے جاری کردہ بیان میں کہا گیا ہے کہ "نیپال اقوام متحدہ کے چارٹر میں درج ریاستوں کی خود مختاری، علاقائی سالمیت اور سیاسی آزادی کے اصولوں کا مکمل احترام کرنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔وزارت خارجہ کی جانب سے کہا گیا کہ نیپال وینزویلا کے عوام کی بہبود اور حفاظت کی حمایت کا اعادہ کرتا ہے اور تمام فریقوں سے اپیل کی ہے کہ مسائل کو پرامن طور پر مکالمے کے ذریعے حل کیا جائے تاکہ خطے میں امن و استحکام کو یقینی بنایا جا سکے۔نیپال کا خیال ہے کہ تنازعات کو بات چیت، سفارت کاری اور باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے پرامن طریقے سے حل کیا جانا چاہیے۔

امریکہ نے 75 ملکوں کے لیے امیگرنٹ ویزا کے عمل پر پابندی عائد کی

واشنگٹن:(ایجنسیاں) امریکی انتظامیہ نے 75 ملکوں کے شہریوں کے لیے امیگرنٹ ویزا (مستقل رہائش) کے عمل کو غیر معینہ مدت کے لیے روکنے کا حکم دیا ہے۔ اس فیصلے کے پیچھے اہم وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ کچھ درخواست گزار "پبلک چارج" بن سکتے ہیں اور امریکی فلاحی اسکیموں کا فائدہ اٹھا کر ملک پر بوجھ ڈال سکتے ہیں۔یہ فیصلہ 21 جنوری سے موثر ہوگا۔امریکی قونصلر افسران کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ویزا کے عمل کو تب تک ملتوی رکھیں جب تک کہ محکمہ موجودہ امیگریشن قانون کے تحت اسکریننگ اور ویری فکیشن کے عمل کا ازسرنو جائزہ نہیں لے لیتا۔اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے پرنسپل ڈپٹی ترجمان ٹومی پگوٹ نے کہا، "امریکہ کے امیگریشن نظام کا غلط استعمال روکنے کے لیے یہ قدم اٹھایا گیا ہے۔جو لوگ امریکی عوام کی دریا دلی کا فائدہ اٹھا کر فلاحی اسکیموں پر منحصر ہوں گے، انہیں داخلے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔"ذرائع کے مطابق، اس فیصلے سے افریقہ، ایشیا، مشرق وسطیٰ، کیریبین، یورپ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں پر اثر پڑے گا۔ جن ملکوں کے ویزا متاثر ہوں گے، ان میں صومالیہ، روس، ایران، افغانستان، پاکستان، بنگلہ دیش، نائجیریا، مصر، تھائی لینڈ اور برازیل شامل ہیں۔اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ نے کہا کہ اس پابندی کے دوران صرف بہت محدود استثنیٰ ہی قابل قبول ہوں گے اور انہیں صرف تب زیر غور لایا جائے گا جب درخواست گزار پبلک چارج سے متعلق سبھی شبہات کو دور کر لیں۔امیگرنٹ ویزا فیملی کی بنیاد پر گرین کارڈ، روزگار پر مبنی زمروں اور انسانی تحفظ سے متعلق ہوتے ہیں۔ وہیں، نان امیگرنٹ ویزا عارضی ہوتے ہیں اور ان میں سیاحت، کاروبار، تعلیم، قلیل مدتی روزگار، سرمایہ کاری اور سفارتی یا میڈیا کے کام شامل ہیں۔

حملہ ہوا تو خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے : ایران

تہران (نیوز ایجنسی) ایرانی وزیر دفاع عزیز نصیرزادہ نے امریکہ کی جانب سے فوجی کارروائی کی دھمکی پر اپنے سخت رد عمل کا اظہار کیا ہے۔ایرانی وزیر دفاع عزیز نصیرزادہ نے کہا ہے کہ حملہ ہوا تو خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے ۔ وزیر دفاع نے بیان میں کہا کہ ہمارا دفاع دشمن کے لیے انتہائی دردناک ثابت ہوگا جو بھی ملک ایران پر حملے میں مدد کرے گا وہ قانونی طور پر ہدف قرار پائے گا۔انہوں نے کہا کہ اسرائیل سے جنگ کے بعد فوجی صلاحیتوں میں اضافہ کیا گیا ہے ایران کی دفاعی طاقت پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گئی ہے ایران کے پاس دشمن کے لیے کئی حیران اور تباہ کن حربے موجود ہیں اور کسی بھی جارحیت کا جواب بھرپور طاقت سے دیا جائے گا۔

رائٹرز کی رپورٹ کے مطابق ایک سینئر ایرانی عہدیدار کا کہنا ہے کہ تہران نے ہمسایہ ممالک کو خبردار کیا ہے کہ اگر امریکہ ایران میں جاری احتجاج میں مداخلت کرنے کی دھمکیوں پر عمل کرتا ہے تو ایران امریکی اڈوں پر حملہ کرے گا۔ سینئر ایرانی حکام کا کہنا ہے کہ تہران نے علاقائی ممالک سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ واشنگٹن کو ایران پر حملہ کرنے سے روکیں، حکام نے مزید کہا کہ ایران نے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، ترکی کو خبردار کیا ہے کہ اگر امریکہ ایران کو نشانہ بناتا ہے تو ان ممالک میں موجود امریکی اڈوں کو نشانہ بنایا جائے گا

وزیر اعظم کارکی نے الیکشن کمیشن اور سیکورٹی کے سربراہوں سے بات چیت کی۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر اعظم سوشیلا کارکی نے الیکشن کمیشن کے سربراہ اور سیکورٹی ایجنسیوں کے اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ آئندہ انتخابات کی تیاریوں اور سیکورٹی انتظامات سمیت دیگر امور پر تبادلہ خیال کیا ہے۔وزیر اعظم آفس سنگھادربار میں ہونے والی اس بحث میں قائم مقام چیف الیکشن کمشنر اور کمشنرز نے شرکت کی۔وزیر اعظم سیکرٹریٹ نے کہا ہے کہ بات چیت میں آئندہ ایوان نمائندگان کے انتخابات کو آزادانہ، منصفانہ اور بے خوف بنانے پر توجہ مرکوز کی گئی۔انہوں نے کہا کہ ماضی میں انتخابات کا بائیکاٹ کرنے والے اور ان میں رکاوٹیں ڈالنے والے گروپ اور جماعتیں بھی اب کمیشن میں رجسٹر ہو کر ماضی کے مقابلے میں زیادہ آرام دہ ماحول پیدا کر کے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے تیار ہیں۔اسی طرح نیشنل رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر جنرل نمراج گھیمرے نے کہا کہ وہ الیکشن کمیشن کو قومی شناختی کارڈ کی تقسیم کے لیے جمع کیے گئے بائیو میٹرک ڈیٹا فراہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔اس سے ووٹرز کو سہولت ملے گی جن کے پاس قومی شناختی کارڈ نمبر ہے اور وہ ذاتی طور پر انتخابی دفتر میں حاضر نہیں ہو سکتے۔انہوں نے کہا کہ "ہمارے جائزے کے مطابق الیکشن مقررہ تاریخ پر کروانا ممکن ہے اور کمیشن ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اس میں کسی قسم کے شکوک و شبہات کی ضرورت نہیں ہے۔ ستمبر 2025 میں جین زی تحریک کے بعد عبوری حکومت کی قیادت سنبھالنے والے وزیر اعظم کارکی نے انتخابات کو پرامن اور منظم بنانے کے لیے سیکورٹی ایجنسیوں کو ضروری ہدایات دی ہیں۔انہوں نے الیکشن کمیشن پر زور دیا ہے کہ وہ انتخابی تیاریوں کو تیز کرے اور تمام جماعتوں سے انتخابی عمل میں حصہ لینے کی اپیل کی ہے۔

وزیر اعظم کارکی سے اسرائیلی سفیر کی ملاقات

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال میں اسرائیلی سفیر شمولک ایری باس نے وزیر اعظم سوشیلا کارکی سے بشکریہ ملاقات کی۔وزیر اعظم اور وزراء کی کونسل کے دفتر، سنگھا دربار میں منعقدہ ایک میٹنگ کے دوران، باس نے انہیں پہلی خاتون چیف جسٹس اور نیپال کی پہلی خاتون وزیر اعظم کے طور پر تاریخ رقم کرنے پر مبارکباد دی۔وزیر اعظم کارکی نے اظہار تشکر کرتے ہوئے نیپال اور اسرائیل کے درمیان دوستانہ تعلقات کے 65 سال مکمل ہونے پر خوشی کا اظہار کیا اور دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات

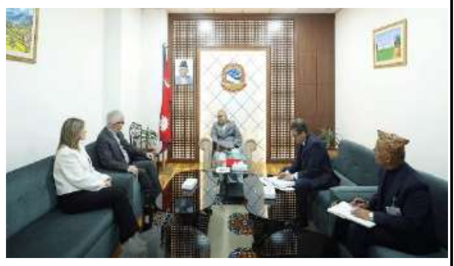

کو نئی بلندیوں تک لے جانے کے لیے دونوں جانب سے مسلسل کوششوں کی ضرورت پر زور دیا۔ سفیر باس نے یہ بھی کہا کہ نیپال اور اسرائیل کے درمیان خوشگوار تعلقات ہیں اور انہیں مزید گہرا کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔انہوں نے لیبر مائیگریشن معاہدے کی حالیہ توثیق اور اس کے نفاذ کے پروٹوکول کے لیے نیپال کی حکومت کا بھی شکریہ ادا کیا، جو اسرائیل میں نیپالی کارکنوں کے لیے روزگار کے مواقع کی قانونی بنیاد فراہم کرے گا۔وزیر اعظم کارکی نے نیپالی شہریوں کو روزگار کے مواقع فراہم کرنے پر اسرائیلی حکومت کا شکریہ ادا کیا اور بتایا کہ موجودہ حکومت کی اولین ترجیح ایوان نمائندگان کے انتخابات ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حکومت انتخابات پرامن طریقے سے کرانے کے لیے پر عزم ہے۔

(این سی پی) عام انتخابات میں کسی جماعت کے ساتھ اتحاد نہیں کرے گی، پرچنڈ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپالی کمیونسٹ پارٹی کے کوآرڈینیٹر پشپ کمل دہال پرچنڈ نے کہا ہے کہ ایوان نمائندگان کے انتخابات میں کسی بھی پارٹی کے ساتھ اتحاد نہیں ہوگا۔انہوں نے کہا کہ کسی پارٹی کے ساتھ اتحاد کرنے کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی ہے اور نہ ہی ایسی کوئی بات چیت ہوگی۔ہندوستان روانگی سے قبل کوآرڈینیٹر پرچنڈ نے سی پی این (یو ایم ایل) کے چیئرمین کے پی شرما اولی سے بات چیت کی تھی۔ تاہم، انہوں نے کہا ہے کہ اس بحث کے دوران اتحاد بنانے کے بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔انہوں نے کہا کہ این سی پی اکیلے الیکشن میں جائے گی۔ کوآرڈینیٹر پرچنڈ نے یہ بھی کہا کہ روی بالین اور دیگر کے اتحاد نے انہیں خوفزدہ نہیں کیا ہے۔انہوں نے کہا، ہم روی-بالین اتحاد سے بالکل نہیں ڈرتے ہیں۔روی کو میری کابینہ میں دو بار وزیر داخلہ بنایا گیا تھا۔ مجھے ان سے بات کرنے کے لیے اتوار کا انتظار نہیں کرنا پڑتا ہے۔ ہم ڈرنے والے نہیں ہیں۔کوآرڈینیٹر پرچنڈ نے واضح کیا کہ وہ مائیگریشن کمیٹی کے اتحاد کے اجلاس میں شرکت کے لیے ہندوستان گئے تھے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس دوران انہوں نے بھارتی جماعتوں کے رہنماؤں سے ملاقاتیں کی تھیں۔انہوں نے کہا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہماری پارٹی کے متحد ہونے کے بعد ہم نے تمام صوبوں میں اتحاد کے اجلاس منعقد کیے۔دہلی میں بھی اتحاد کا اجلاس ہوا۔ میں بنیادی طور پر اسی مقصد کے لیے ہندوستان گیا تھا۔اب وہاں جانے کے بعد طرح طرح کی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔انہوں نے کہا، ہمارے سفیر آئے، بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کے کئی رہنما آئے۔انہوں نے ہمارا استقبال کیا، انہوں نے ہمارا احترام کیا۔ لیکن ایسی کوئی رسمی بات چیت نہیں ہوئی۔

موجودہ حکومت میں وزراء کو کسی پارٹی کی طرف جھکاؤ کی اجازت نہیں

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر داخلہ اوم پرکاش آریال نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت میں وزراء کو کسی پارٹی کی طرف جھکاؤ کی اجازت نہیں ہے۔باگمتی صوبے کی سطح کے سیکورٹی سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے جو وزارت داخلہ اور باگمتی صوبے کی وزارت داخلہ اور قانون کی طرف سے مشترکہ طور پر منعقد کیا جا رہا ہے، وزیر آریال نے کہا کہ موجودہ حکومت کا مینڈیٹ مقررہ تاریخ پر انتخابات کروانا ہے۔انہوں نے تمام متعلقہ جماعتوں پر زور دیا کہ وہ اس بات میں شک نہ کریں کہ انتخابات مقررہ تاریخ پر ہوں گے کیونکہ حکومت پہلے ہی انتخابات پر رضامند ہو چکی ہے۔یہ بتاتے ہوئے کہ گنجی تحریک گڈ گورننس کو برقرار رکھنے کے لیے تھی، وزیر آریال نے کہا کہ حکومت گڈ گورننس کو برقرار رکھنے کے لیے پر عزم ہے۔یہ بتاتے ہوئے کہ انتخابات مقررہ تاریخ پر نہ ہونے کی صورت میں ملک کو بحران کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، وزیر آریال نے تمام متعلقہ فریقوں پر زور دیا کہ وہ انتخابات مقررہ تاریخ پر کرائیں اور حکومت کی طرف سے کئے جانے والے کاموں کی حوصلہ افزائی کر کے حکومت کا مورال بلند کریں۔پروگرام میں، باگمتی صوبے کے وزیر اعلیٰ اندرا بہادر بنیا نے خبردار کیا کہ حکومت میں شامل وزراء کی سرگرمیاں انتخابی ماحول کو خراب کر سکتی ہیں اور صاف، منصفانہ اور خوف سے پاک ماحول میں الیکشن کرانے کے لیے سیکورٹی ایجنسیوں کو ضروری وسائل سے لیس کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔انہوں نے وزارت داخلہ اور سیکورٹی ایجنسیوں کو متنبہ کیا کہ وہ مصنوعی ذہانت، انٹرنیٹ اور دیگر ٹیکنالوجیز کے استعمال کے ذریعے گمراہ کن خبروں کے پھیلاؤ کے امکانات اور آئندہ انتخابات پر ان کے اثرات سے آگاہ رہیں۔

کاٹھمانڈو کے میئر بلین شاہ مستعفی، کے پی اولی کے خلاف الیکشن لڑنے کی تیاری۔

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

میئر بلیندر شاہ میئر کے عہدے سے استعفیٰ دینے اور آئندہ عام انتخابات میں سابق وزیر اعظم کے پی شرما اولی کے جھاپا 5- حلقہ سے مقابلہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ان کے سیکرٹریٹ کے مطابق وہ ضروری تیاریوں میں مصروف ہیں۔ جھاپا 5- سی پی این یو ایم ایل کے چیئرمین کے پی شرما اولی کا حلقہ ہے۔اولی یہاں سے مسلسل منتخب ہوتے رہے ہیں۔ سیکرٹریٹ نے کہا کہ بالیندر شاہ اسی حلقے سے الیکشن لڑنے کی تیاری کے لیے مقامی جھاپا رہنماؤں اور کارکنوں سے بات چیت کر رہے ہیں۔ اتوار کو بالیندر شاہ نے راشٹریہ سواتنتر پارٹی آر ایس ایس پی اے) جھاپا کے صدر پرکاش پاٹھک سمیت دیگر لیڈروں سے بھی بات کی۔ بالیندر شاہ کے پرسنل سکریٹری بھوپ دیو شاہ نے کہا، میئر جھاپا 5- سے کے پی اولی کے خلاف مقابلہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ہماری ٹیم وہاں رائے شماری بھی کر رہی ہے۔اس سلسلے میں انہوں نے آج مقامی رہنماؤں سے ملاقات کی تاکہ صورتحال کا جائزہ لیا جا سکے۔ بالیندر شاہ کے مطابق، وہ 19 جنوری تک اپنے عہدے سے استعفیٰ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اور 20 تاریخ کو اپنی نامزدگی داخل کرنے کے لیے جھاپا کا سفر کریں گے۔

سوڈان میں 'آر ایس ایف' کا ڈرون حملہ 27 افراد ہلاک

خرطوم:(نیوز ایجنسی) سوڈانی وزارت صحت نے اطلاع دی ہے کہ سوڈانی پیرا ملٹری فورس جو آر ایس ایف' کے نام سے مشہور ہے نے پیر کے روز ایک ڈرون حملہ کر کے 27 افراد کو ہلاک اور 73 کو زخمی کر دیا ہے۔وزارت صحت کے مطابق یہ خوفناک ڈرون حملہ جنوب مشرقی سوڈان کے شہر سنجا میں کیا گیا ہے۔وزیر صحت ابراہیم العواد نے کہا ہے ڈرون حملہ 'آر ایس ایف' نے کیا۔ جو سرکاری فوج کے خلاف اپریل 2023 سے لڑ رہی ہے۔ سوڈان کے فوجی ذرائع کا کہنا ہے کہ حملہ فوج کے 17 ویں انفنٹری ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر پر کیا گیا۔ حملے کے وقت ایک میٹنگ جاری تھی جسے نشانہ بنایا گیا۔ اجلاس میں سرکاری و فوجی حکام شریک تھے

وہاٹشپ نمبرات برائے رابطہ

+918795979383-
+9779817619786
+91 7398 208 053

حقیقی محب وطن کبھی بھی ملک کے نقصان پر خوش نہیں ہوتا: شنکر پوکھرل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

سی پی این-یو ایم ایل کے جنرل سکریٹری شنکر پوکھرل نے نیپالی کانگریس کے جنرل سکریٹری گگن تھاپا کو نشانہ بناتے ہوئے کہا ہے کہ جو لوگ ملک جلتے ہوئے جشن نہیں منا سکتے وہ کچھ لوگوں کو 'غلام' لگ سکتے ہیں۔ اتوار کو خصوصی جنرل کنونشن کے افتتاحی اجلاس میں اپنی تقریر کرتے ہوئے جنرل سکریٹری تھاپا نے کہا تھا کہ کانگریس غلاموں اور لاشوں کی پارٹی نہیں ہے۔ اس پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے سی پی این-یو ایم ایل کے جنرل سیکرٹری شنکر پوکھرل نے کہا کہ جغرافیائی سیاسی مفادات کے سامنے جھکنا غلامی ہے۔ اس کے خلاف آواز اٹھانا عزت نفس ہے۔ اس طرح بھی سوچا جا سکتا ہے کہ جیو پولیٹیکل مفادات کے سامنے جھکنا غلامی ہے، ان کے خلاف آواز اٹھانا عزت نفس ہے، تباہی، افراتفری اور دہشت گردی کے سامنے جھکنا بزدلی ہے، ان کے خلاف کھڑا ہونا اور عوام کے حوصلے بلند کرنا ہمت ہے، جب آئین، جمہوریت اور قوم کے مستقبل کے بحرانوں میں قوم کا دل ہو تو کوئی کیسے جشن منائے"۔ کیا جل رہا ہے، وہ لوگ جو ملک جل رہا ہے وہ جشن نہیں منا سکتے، کچھ لوگوں کو غلام لگتے ہیں۔ شنکر پوکھرل نے کہا ہے کہ یہ نام نہاد غلام آج کے اسپارٹاکس بھی ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا، وہ اسپارٹاکیوس- وہ جو آزادی، خود مختاری اور عزت نفس کا جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں، جدید عالمی نظام کے لیے ایک نئی بنیاد بنائیں گے۔

میں نیپالی کانگریس کو تقسیم نہیں ہونے دوں گا، دیوبا

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو: نیپالی کانگریس کے صدر شیر بہادر دیوبا نے کہا ہے کہ پارٹی کو تقسیم نہیں ہونے دیا جائے گا۔ نیپالی کانگریس کے مرکزی ارکان نے صدر دیوبا پر زور دیا تھا کہ وہ پارٹی اتحاد میں کردار ادا کریں۔ نیپالی کانگریس کے مرکزی ارکان بشمول دھرم راج شاہی، جگت جنگ بستا، بنود شاہی، آشیش دیوکوٹا، بابورام بھٹارائی، نوین راج جوشی، سندیش تمانگ، راجو پانگینی، اور دیگر صدر دیوبا سے ملاقات کے لیے پنڈال پہنچے تھے۔ لیڈر آشیش دیوکوٹا نے بتایا کہ ان کے ساتھ بات چیت میں صدر دیوبا نے کہا کہ وہ پارٹی کو متحد کرنے میں کردار ادا کریں گے۔ انہوں نے کہا، "ماضی میں اندرونی تنازعات اور تنازعات کی وجہ سے پارٹی کی تقسیم کے تکلیف دہ تجربے کو یاد کرتے ہوئے، ہم نے ایسے حالات سے بروقت آگاہ ہونے کی ضرورت پر زور دیا۔" "پارٹی کے اندر بڑھتی ہوئی غلط فہمی سے تنظیمی اتحاد کمزور ہونے کا خطرہ ہے۔ اسے متحد رکھنے کے لیے چیئرمین کو کردار ادا کرنا چاہیے۔ چیئرمین دیوبا نے کہا کہ پارٹی نہیں ٹوٹے گی اور متحد رہے گی۔ صدر دیوبا نے کہا کہ "موجودہ سیاسی چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لیے، نیپالی کانگریس پارٹی کو متحد ہونا چاہیے اور بات چیت، تعاون اور مفاہمت کے عمل کے ذریعے آگے بڑھنا چاہیے، چیئرمین دیوبا نے کہا تھا کہ وہ پارٹی میں تقسیم نہیں ہونے دیں گے اور وہ سب سے بات کر کے مفاہمت کریں گے۔ جنرل سکریٹریز گگن تھاپا اور بشوا پرکاش شرما نے قانون کو نافذ کرنے کے لیے ایک خصوصی جنرل کنونشن کا مطالبہ کیا ہے جیسا کہ جنرل کنونشن کے 54 فیصد مندوبین نے مطالبہ کیا تھا۔

ریاستی اتحاد میں آباؤ اجداد کی شراکت انتہائی اہم۔ صدر پوڈیل

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

صدر رام چندر پوڈیل نے کہا ہے کہ چھوٹی ریاستوں میں پھیلے ہوئے نیپال کو موجودہ حالت تک پہنچانے میں بہت سے آباؤ اجداد کی مدد اہم رہی ہے۔ پرتھوی جینتی اور قومی اتحاد کے دن کے موقع پر مبارکباد کے

اپنے پیغام میں انہوں نے واضح کیا کہ پرتھوی نارائن شاہ نے بکھری ہوئی ریاستوں کو متحد کر کے جدید نیپالی قوم کی تعمیر کی۔ انہوں نے مبارکبادی پیغام میں کہا۔ پرتھوی نارائن شاہ کو یاد کرتے ہوئے، یہ دیکھا جاتا ہے کہ انہوں نے نیپال کو متحد کیا، قومی آزادی اور جدید نیپال کے لیے ایک مشترکہ شناخت قائم کی۔ ان کی الہی تعلیمات آج بھی اتنی ہی مقبول اور متعلقہ ہیں۔ صدر پوڈیل نے کہا ہے کہ ان کے الہی خطبات کو مضبوط معیشت، حب الوطنی، ہمسایہ ممالک کے ساتھ سفارتی تعلقات استوار کرنے، مذہب، ثقافت اور روایات کے تحفظ، عوامی فلاح و بہبود اور ریاستی ذمہ داری، انصاف اور گڈ گورننس اور قومی اتحاد کے لیے رہنمائی کے طور پر لیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آج ایک خود مختار اور آزاد نیپال ہونے پر فخر کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے بہادر آباؤ اجداد نے تاریخ کے مختلف ادوار میں قوم کی تعمیر کی مہم کو جاری رکھا۔ صدر پوڈیل نے واضح کیا ہے کہ، اس بنیاد کی بنیاد پر، نیپال کو آئینی طور پر ایک آزاد، ناقابل تقسیم، خود مختار، سیکولر، جامع، جمہوریت پر مبنی، سوشلسٹ پر مبنی وفاقی جمہوری جمہوریہ ریاست کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے تہنیتی پیغام میں کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ قومی اتحاد کا دن ملک کی آزادی، خود مختاری، جغرافیائی سالمیت اور قومی یکجہتی کو برقرار رکھتے ہوئے لوگوں کی خوشیوں اور خوشحالی کے حصول کے لیے ہر ایک کو تحریک دیتا ہے۔

چلیں توڑ پھوڑ، آتش زنی اور فسادات کا خاتمہ کریں۔ اولی

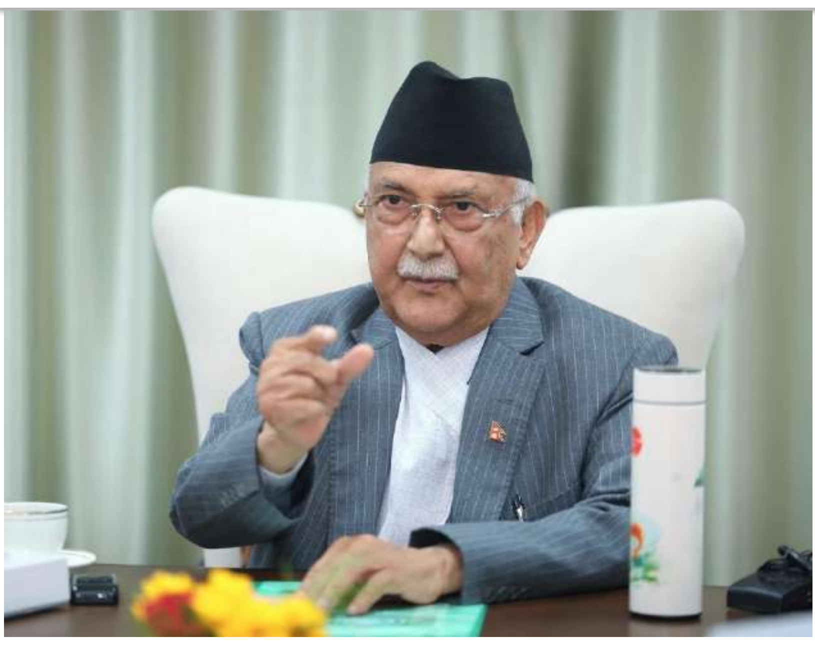

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

سی پی این-یو ایم ایل کے چیئرمین کے پی شرما اولی نے ارتھ ڈے اور قومی اتحاد کے دن پر مبارکباد کا پیغام لکھا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ توڑ پھوڑ، آتش زنی اور تباہ کن رجحانات نہیں ہونے چاہئیں۔ سوشل میڈیا کے ذریعے چیئرمین اولی نے کہا کہ تخلیق، تعمیر، ترقی اور تحفظ کے حوصلے بلند کیے جائیں۔ آیئے ہم تباہی، آتش زنی اور تباہی کے رجحان کو ختم کریں اور تخلیق، تعمیر، ترقی اور تحفظ کے جذبے کو بڑھائیں۔ اولی نے تبصرہ کیا ہے کہ ملک میں کچھ طاقتیں جوڑ توڑ کر رہی ہیں اور وہ یو ایم ایل کو کمزور کر کے خود کو لمبا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ نیپال جغرافیائی سیاسی مسابقت کی گرفت میں گرفتار ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہماری پارٹی ایک سرکردہ جماعت ہے جو ملک کی آزادی، عزت نفس اور قومی مفادات کے حق میں قائدانہ کردار ادا کر رہی ہے۔ یہ وہ جماعت بھی ہے جس نے ملک کی تزویراتی ترقی کی بنیاد رکھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کمزور کر کے نیپال کو جغرافیائی سیاسی تنازعہ کا کھیل کا میدان بنایا جا سکتا ہے اس یقین نے کام کیا ہے۔ ملک کے اندر موجود کمزور اور جوڑ توڑ کی طاقتیں بھی ہمیں کمزور کرنے اور برتر بننے کی کوشش میں ہمارے خلاف جوڑ توڑ کر رہی ہیں۔ اب ان حقائق کو برداشت کرتے ہوئے ہمیں عوام کی دہلیز تک پہنچنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ 8 اور 9 ستمبر کے تباہ کن واقعات کے بعد ملک میں پیدا ہونے والی غیر آرام دہ اور غیر معمولی صورتحال میں پوری پارٹی نے جس تحمل، صبر اور پہل کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری پارٹی نئی نسل کے جذبات اور توقعات کا احترام کرتی ہے جو انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کے ساتھ پروان چڑھی ہے۔ لیکن یہ ان اقدامات کے خلاف ہے جو انہیں جین زی بغاوت کے نام پر گمراہ کرتے ہیں۔

سابق وزیر داخلہ لامیچھانے نے اپنے خلاف مقدمات واپس لینے پر زور

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی

کاٹھمانڈو نیپال کی نیشنل انڈیپینڈنٹ پارٹی این ایس پی کے صدر اور سابق نائب وزیر اعظم روی لامیچھانے نے اٹارنی جنرل کے دفتر میں اپنے خلاف درج کیے گئے کچھ مقدمات واپس لینے کے لیے درخواست دی ہے۔ اس پر مختلف ضلعی عدالتوں میں کوآپریٹو فراڈ کے ساتھ ساتھ منی لانڈرنگ اور منظم جرائم کے الزامات عائد کیے گئے ہیں۔ انہوں نے خاص طور پر اٹارنی جنرل کے دفتر سے درخواست کی ہے کہ وہ اثاثوں کی لانڈرنگ اور منظم جرائم سے متعلق الزامات کو ختم کرے۔ روی لامچھانے کے پرسنل سکریٹری دیپک ووہرا نے اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ حراست میں رہتے ہوئے انہوں نے سیاسی تعصب کی بنیاد پر اپنے خلاف درج مقدمات کو واپس لینے کی درخواست دائر کی تھی۔ اب ضمانت اور بینک گارنٹی پر رہا ہونے کے بعد اس نے ضمنی درخواست دائر کی ہے۔ ووہرا کے مطابق کوآپریٹو فنڈز کے غبن سے متعلق فراڈ کیس کو اثاثہ جات کی لانڈرنگ اور منظم جرائم کے الزامات سے جوڑ کر انہیں سیاسی طور پر پھنسانے کی کوشش کی گئی۔

دیپک ووہرا کا دعویٰ ہے کہ اکیلے کوآپریٹو فراڈ کے الزام میں زیادہ سخت سزا نہیں ہو سکتی، اس لیے اثاثہ جات کی لانڈرنگ اور منظم جرائم کے الزامات کو طویل قید کی سزا کا مطالبہ کرنے کے لیے شامل کیا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان الزامات کے اضافے سے 10 سال سے زائد قید کی سزا کا حصول ممکن ہو جاتا ہے اور ایسے کیسز میں ثبوت ملنے کی صورت میں ریمانڈ کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں، جسے وہ انتہائی سیاسی تعصب کی مثال سمجھتے ہیں۔ سابق وزیر داخلہ روی لامچھانے کا سکی ڈسٹرکٹ کورٹ میں کوآپریٹو فراڈ، منظم جرائم اور اثاثہ جات کی لانڈرنگ کے الزامات میں مقدمہ چل رہا ہے۔ اسی طرح کوآپریٹو فراڈ اور منظم جرائم کے مقدمات روپانڈیہی اور کاٹھمنڈو اور ضلعی عدالتوں میں دائر کیے جاتے ہیں، جبکہ چتون کیس میں منظم جرائم کا الزام شامل نہیں ہے۔

سوشل میڈیا کا غلط استعمال کرنے پر قانونی کارروائی: پولیس

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

نیپال پولیس نے سوشل میڈیا کے غیر ذمہ دارانہ، غیر پیشہ ورانہ اور غیر اخلاقی استعمال کے خلاف سخت اور فیصلہ کن قدم اٹھاتے ہوئے پالیسی کی خلاف ورزی کے مرتکب 599 پولیس اہلکاروں کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی ہے۔ اس اقدام کو ادارے میں نظم و ضبط، وقار اور عوامی اعتماد کے تحفظ کی ایک مضبوط مثال قرار دیا جا رہا ہے۔ نیپال پولیس کے مرکزی ترجمان اوینارائن کافلے کے مطابق مالی سال 2077–78 سے تا حال فیس بک، ایکس (سابقہ ٹوئٹر)، ٹک ٹاک سمیت مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر تنظیم کے خلاف نامناسب اور غیر مہذب تبصرے کرنے، غیر پیشہ ورانہ مواد شیئر کرنے اور پولیس وردی کے غلط استعمال میں ملوث اہلکاروں کے خلاف بلا امتیاز کارروائیاں کی گئی ہیں۔ محکمانہ کارروائی کی زد میں آنے والوں میں 1 پولیس نائب انسپکٹر جنرل، 1 سینئر سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، 4 سپرنٹنڈنٹ آف پولیس، 5 ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ، 24 انسپکٹر، 11 سینئر سب انسپکٹر، 24 سب انسپکٹر، 51 اسسٹنٹ سب انسپکٹر، 7 سینئر حوالدار، 35 حوالدار، 76 اسسٹنٹ حوالدار، 358 پولیس جوان اور 2 دفتری معاونین شامل ہیں۔ ترجمان کے مطابق قصوروار اہلکاروں کو ان کی خلاف ورزی کی نوعیت کے مطابق سخت وارننگ، سرزنش، تادیبی ہدایات اور ترقی روکنے جیسی سزائیں دی گئی ہیں۔ نیپال پولیس نے واضح کیا ہے کہ ادارہ جاتی نظم و ضبط اور پیشہ ورانہ اقدار پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ واضح رہے کہ نیپال پولیس نے سوشل میڈیا کے منظم، باوقار اور ذمہ دارانہ استعمال کے لیے 2071 میں باقاعدہ ہدایت نامہ جاری کیا تھا، جب کہ 2077 میں نافذ کیے گئے ضابطۂ اخلاق اور پولیس ہیڈ کوارٹر کی جانب سے مختلف اوقات میں جاری کردہ سرکلرز میں بھی اہلکاروں کو سوشل میڈیا پر غیر پیشہ ورانہ اور غیر اخلاقی رویوں سے مکمل اجتناب کی سخت ہدایات دی گئی تھیں۔ نیپال پولیس کا کہنا ہے کہ ادارے کی ساکھ، نظم و ضبط اور عوامی اعتماد کے تحفظ کے لیے آئندہ بھی سوشل میڈیا پالیسی کی خلاف ورزی پر زیرو ٹالرنس کی پالیسی پوری سختی کے ساتھ نافذ رکھی جائے گی۔

مذہبی رواداری کے فروغ کے لیے مشترکہ تعاون ضروری ہے: وزیر داخلہ

نمائندہ نیپال اردو ٹائمز
احمد رضا ابن عبدالقادر اویسی
کاٹھمانڈو

وزیر داخلہ اوم پرکاش آریال نے ملک میں امن، ہم آہنگی اور بھائی چارہ قائم رکھنے کے لیے حکومت اور سول سوسائٹی کے درمیان مضبوط اشتراک کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ وزیر داخلہ نے تمام شہریوں سے اپیل کی کہ وہ کسی بھی قسم کے مذہبی تعصب یا نفرت انگیز بیانات سے گریز کریں اور معاشرے میں بھائی چارہ اور مذہبی برداشت کو فروغ دیں۔

سوموار کو وزارت داخلہ میں سول سوسائٹی کے رہنماؤں سے ملاقات کے دوران وزیر داخلہ اریال نے خاص طور پر سماجی رابطے کی ویب سائٹس پر پھیلائی جانے والی مذہبی نفرت اور گمراہ کن خبروں کے اثرات سے خبردار رہنے اور اس کے تدارک کے لیے معاشرے میں مثبت کردار ادا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ملاقات میں وزیر داخلہ نے کہا کہ سول سوسائٹی کے رہنما مختلف ذرائع سے پھیلائی جانے والی مذہبی انتہا پسندی اور اشتعال انگیز خیالات کو چیر کر معاشرے میں امن، ہم آہنگی اور بھائی چارے کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس موقع پر وزیر داخلہ نے حکومت اور سول سوسائٹی کے درمیان اس عزم کا بھی اعادہ کیا کہ وہ ہر اس عمل کو کنٹرول کریں گے جو باہمی ہم آہنگی کو نقصان پہنچائے یا ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کو مجروح کرے۔ انہوں نے زور دیا کہ ملک کی کثیر الثقافتی اور کثیر القومی فضا میں سماجی ہم آہنگی قائم رکھنے کے لیے حکومت اور سول سوسائٹی کو متحد ہو کر کام کرنا ہوگا۔ یہ ملاقات ملک میں مذہبی ہم آہنگی کو مضبوط کرنے اور سوشل میڈیا پر پھیلنے والی غلط معلومات کے سدباب کے لیے ایک مثبت اور تعمیری قدم کے طور پر دیکھی جا رہی ہے۔

شائع کردہ
علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس
دارالحکومت
کاٹھمانڈو نیپال

برطانوی وزیراعظم کی ٹرمپ کے غزہ انتظامی کونسل میں شمولیت متوقع

لندن: (ایجنسیاں) ایک رپورٹ کے مطابق برطانیہ کے وزیراعظم کیئر اسٹارمر کے اس امن کونسل میں شامل ہونے کا امکان ہے جسے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ غزہ میں صورتحال کو منظم کرنے کے لیے تشکیل دینے جا رہے ہیں۔ برطانوی اخبار ٹائمز کے مطابق صدر ٹرمپ غزہ کے لیے امن کونسل کی سربراہی کریں گے جو عارضی طور پر غزہ پٹی کا انتظام سنبھالے گی اور تعمیر نو سے متعلق فیصلے کرے گی۔ اس کونسل میں عالمی رہنما شامل ہوں گے جو حماس کو غیر مسلح کرنے، ٹیکنوکریٹ حکومت کے قیام اور سرمایہ کاری کو راغب کرنے کے طریقوں پر غور کریں گے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ صدر ٹرمپ رواں ہفتے کونسل کے ارکان کے ناموں کا اعلان کر سکتے ہیں۔ اس سے قبل سنڈے ٹائمز نے انکشاف کیا تھا کہ امریکی صدر نے گزشتہ ہفتے کے اختتام پر کیئر اسٹارمر کو شمولیت کی دعوت دی تھی۔ ایک سینئر برطانوی عہدیدار کے مطابق متوقع کونسل کا پہلا اجلاس آئندہ ہفتے سوئٹزرلینڈ کے شہر ڈیووس میں ورلڈ اکنامک فورم کے موقع پر منعقد ہو سکتا ہے۔ اتوار کے روز اس گروپ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ڈونلڈ ٹرمپ نے کہا کہ یہ بنیادی طور پر دنیا کے اہم ترین ممالک کے نمایاں رہنماؤں پر مشتمل ہوگا۔ ہم اہم رہنماؤں اور اہم ممالک کو یکجا کر رہے ہیں اور یہی غزہ کے لیے امن کونسل ہے۔ وائٹ ہاؤس نے وضاحت کی کہ یہ کونسل غزہ کی تعمیر نو کے لیے فریم ورک تیار کرے گی اور مالی وسائل کے انتظام کی ذمہ داری سنبھالے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ غزہ میں مستقبل کی حکومت پر مسلسل نگرانی اور کنٹرول بھی فراہم کرے گی جس میں اہل فلسطینی اور بین الاقوامی ماہرین شامل ہوں گے۔ اس کونسل میں جرمنی، اٹلی، مصر، متحدہ عرب امارات اور قطر جیسے ممالک کے رہنما شامل ہوں گے۔ برطانوی وزیراعظم کے دفتر کے ایک ذریعے نے بتایا کہ ابھی کیئر اسٹارمر کو باضابطہ دعوت نہیں دی گئی کیونکہ بات چیت جاری ہے اور کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا۔ وائٹ ہاؤس نے پچھلے سال ستمبر میں اعلان کیا تھا کہ برطانیہ کے سابق وزیراعظم سر ٹونی بلیئر بھی اس کونسل میں شامل ہوں گے تاہم بعد ازاں ان کی شمولیت غیر یقینی ہو گئی کیونکہ مشرق وسطیٰ کے بعض ممالک نے ان کی شمولیت پر اعتراض کیا تھا جنہوں نے عراق پر امریکی حملے میں برطانوی افواج کی شرکت کا فیصلہ کیا تھا۔ کیئر اسٹارمر نے ڈونلڈ ٹرمپ کے ساتھ قریبی تعلقات قائم کیے ہیں جس کے نتیجے میں امریکہ کی جانب سے برطانیہ پر عائد کیے گئے محصولات کی کم ترین سطح کو یقینی بنایا گیا۔ اگرچہ گزشتہ برس برطانیہ کے فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کے فیصلے پر دونوں کے درمیان اختلاف رہا مگر اس سے ان کے تعلقات متاثر نہیں ہوئے۔ اسٹارمر کے ایک اتحادی کے مطابق ان کی کوششیں اس بات میں فیصلہ کن ثابت ہوئیں کہ امریکہ نے گزشتہ ہفتے یوکرین کو روس کے ساتھ امن معاہدے کی صورت میں ابتدائی سیکیورٹی ضمانتیں دینے پر آمادگی ظاہر کی۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر کیئر نہ ہوتے تو یہ ممکن نہ ہو پاتا۔ برطانوی وزیراعظم نے پیر کی شام لیبر پارٹی کے ارکان سے خطاب میں خارجہ پالیسی پر اپنی توجہ کا دفاع کیا جب ان پر بعض حلقوں نے بیرون ملک دوروں کی کثرت کے باعث اندرونی ترجیحات کو نظر انداز کرنے کا الزام عائد کیا۔ کیئر اسٹارمر نے کہا کہ مہنگائی کے بحران کا حل تنہائی اختیار کرنے میں نہیں۔ ایک بات اب بالکل واضح ہو چکی ہے کہ ہم ایک ایسی دنیا میں داخل ہو رہے ہیں جو اس دنیا سے کہیں مختلف ہے جس میں ہم پلے بڑھے۔ ایسے غیر یقینی اور متغیر حالات میں ضروری ہے کہ آپ میدان میں موجود ہوں اور ان مسائل سے نمٹیں جو عوام کے لیے اہم ہیں۔

کانگریس کے اجلاس سے گگن تھاپا کی قیادت میں نئی ورکنگ کمیٹی کا اعلان

شفیق رضا

کاٹھمانڈو: نیپالی کانگریس کے دوسرے خاص عظیم اجلاس سے گگن تھاپا کی قیادت میں نئی ورکنگ کمیٹی کا اعلان کیا گیا ہے۔ ادارتی پہلو کی مخالفت کے باوجود منعقد ہونے والے خاص عظیم اجلاس میں اتفاق رائے کی کوشش ناکام ہونے کے بعد نئی ورکنگ کمیٹی کا اعلان کیا گیا ہے۔

کاٹھمانڈو کے بھروکٹی منڈپ میں گئے اتوار سے شروع ہونے والے خاص عظیم اجلاس سے پارٹی صدر کے طور پر گگن کمار تھاپا، نائب صدر کے طور پر ویشو پرکاش شرما اور پشپ بھوسال اور جنرل سیکرٹری کے طور پر پردیپ پاؤڈل اور گورراج گھمیری منتخب ہوئے ہیں، جس کی اطلاع مرکزی انتخابی کمیٹی کے سربراہ سینیئر وکیل سیتارم کے سی نے دی۔ اسی طرح پارٹی کی شریک جنرل سیکرٹری ڈاکٹر دیلا سنگرولا پنت (خواتین)، پرکاش رسائلی سنے ہی (دلت)، بہادر سنگھ لاما (آدیواسی جنجاتی)، ادئے شمشیر رانا

(خاص آریہ)، ممتا کماری یادو (مدھیشی)، فرمولہ منسور (مسلم)، یوگندر چودھری (تھارو) اور کرن بہادر (پیچھڑی ذاتی) منتخب ہوئے ہیں۔ اسی طرح ۳۵ مرکزی اراکین کے طور پر گوپال مان شریشتھ، اوم کار پرساد شریشتھ، ارجن نرسینگھ کے سی، راجیندر کمار کے سی، ارجن پرساد جوشی، سُرش کمار یونیا، چن کا جی شریشتھ، سُدھر سیوا کوٹی، بھرت شاہ، مدھو آچاریا، امرت آریال، دھروو گلے، دیوراج چالیسے، وِنود چودھری، موہن آچاریا، اَج ول برال، جَنک گری اور دیوپرساد تیمِل سنا منتخب ہوئے ہیں۔ اسی طرح، جے بابُو سیوا کوٹی اور پریم بہادر کھڑکا، جے رام لامی چھانے، وسنت بھٹ رائی، پردیپ شرما، جگت جوشی، پرمود ہری گرا گائیں، ڈاکٹر کی دار نرسنگھ کے سی، وِدور بسنت، تیرتھ جنگ شاہی، بھرت کھڑکا، سواس پوکھریل، شمبھ بُڈا تھوکی، دھرماراج گوتم، ٹیک راج پاؤڈل، تِلک رانا بھاٹ اور راجینڈر گوپال سنگھ کھلے مرکزی رکن منتخب ہوئے ہیں، جس کی اطلاع انتخابی کمیٹی نے دی ہے۔ خواتین کے کھلے نو مرکزی ارکان میں چمپا دےوی کھڑکا، دھنا کھتی وڈا، نانو باستولا، چنو پوکھریل، جانکی سنگھ، پرتِما گوتم، گیتا ست یال، سنتوشی ساؤند ایرٔ اور دکماری رائی منتخب ہوئے ہیں۔

مرکزی رکن کوشی صوبہ کی طرف شاردا دیوی کوئرالا، ہمالیہ کرماچاریا اور اگنی پاؤڈل، مدھیش کی طرف مدھو شاہی، رام نند یادو اور بج رنگ نیپالی، باگ ماتی کی طرف اوم داہال، جنتر ائن شریستھ اور رامیش دھملا بلا مقابلہ منتخب ہوئے ہیں۔

امریکا نے مصر، لبنان اور اردن کی مسلم برادر تنظیموں کو 'دہشت گرد' قرار دے دیا

واشنگٹن: (ایجنسیاں)

امریکا نے مصر، لبنان، اردن میں سرگرم مسلم برادر تنظیموں کو دہشت گرد قرار دے دیا۔ یہ فیصلہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے حالیہ ایگزیکٹو آرڈر کے بعد کیا گیا ہے۔ 'الجزیرہ' کی ایک رپورٹ کے مطابق امریکی محکمہ خزانہ نے مصر اور اردن کی مسلم برادر تنظیموں کو 'اسپیشلی ڈیزگنیٹڈ گلوبل ٹیررسٹ' جبکہ امریکی محکمہ خارجہ نے لبنان کی تنظیم 'الجماعۃ الاسلامیہ' کو 'غیر ملکی دہشت گرد تنظیم' (ایف ٹی او) کی فہرست میں شامل کر دیا ہے۔ امریکی حکام کے مطابق ان تنظیموں پر فلسطینی تنظیم حماس کی حمایت اور 'اسرائیلی مفادات کے خلاف سرگرمیوں' کا الزام ہے۔ امریکی محکمہ خزانہ نے اپنے بیان میں الزام عائد کیا کہ مسلم برادر تنظیمیں بظاہر فلاحی اور سیاسی تنظیمیں بن کر کام کرتی ہیں مگر پس پردہ دہشت گرد گروہوں کی حمایت کرتی ہیں۔ مصر کی مسلم برادر تنظیم کے قائم مقام سربراہ صلاح عبدالحق نے امریکی فیصلے کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ تنظیم تمام قانونی ذرائع استعمال کرتے ہوئے اس فیصلے کو چیلنج کرے گی۔ اِن کا کہنا تھا کہ یہ اقدام اسرائیل کے دباؤ کا نتیجہ ہے اور اس کے پیچھے کوئی ٹھوس شواہد موجود نہیں۔ امریکی پابندیوں کے تحت ان تنظیموں کو مالی معاونت فراہم کرنا غیر قانونی ہوگا، ان تنظیموں کے اثاثے منجمد کیے جائیں گے اور ایف ٹی او قرار دی گئی تنظیم کے ارکان کے امریکا میں داخلے پر پابندی ہوگی۔ واضح رہے کہ مسلم برادر تنظیم 1928ء میں مصر میں قائم ہوئی تھی اور اس کی شاخیں مشرقِ وسطیٰ کے مختلف ممالک میں موجود ہیں۔ لبنان میں 'الجماعۃ الاسلامیہ' پارلیمان میں نمائندگی رکھتی ہے جبکہ اردن میں اس کی سیاسی جماعت اسلامی ایکشن فرنٹ نے 2024ء کے انتخابات میں 31 نشستیں حاصل کی تھیں۔ دوسری جانب مص سے مسلم برادر تنظیم پر پابندی ہے اور حکومت نے اس کے خلاف سخت کارروائیاں کی ہیں۔ مصر کی وزارتِ خارجہ نے امریکی فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے علاقائی اور عالمی سلامتی کے لیے اہم قدم قرار دیا ہے۔ لبنانی تنظیم الجماعۃ الاسلامیہ نے امریکی فیصلے کو سیاسی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس کا لبنان میں کوئی قانونی اثر نہیں ہوگا اور امریکا کا یہ اقدام اسرائیل کے مفادات کو تحفظ دیتا ہے۔ امریکا میں اس فیصلے کے بعد ٹیکساس اور فلوریڈا کی ریاستی حکومتوں نے بھی مسلم سول رائٹس تنظیم کونسل آن امریکن اسلامک ریلیشنز (CAIR) کو مسلم برادر تنظیم کے ساتھ دہشت گرد قرار دے دیا ہے

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کی اسرائیل کو عالمی عدالت انصاف میں لے جانے کی دھمکی

نیویارک: (ایجنسیاں)

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوتریس نے اسرائیل کو خبردار کیا ہے کہ اگر اس نے فلسطینی پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کی امدادی ایجنسی (انروا) کو نشانہ بنانے والے قوانین کو منسوخ نہ کیا اور قبضے میں لیے گئے اثاثے اور جائیدادیں واپس نہ کیں، تو اسے عالمی عدالت انصاف میں لے جایا جائے گا۔ اسرائیلی وزیر اعظم بنیامین نیتن یاہو کے نام 8 جنوری کے ایک خط میں گوتریس نے واضح کیا کہ اقوام متحدہ اسرائیل کے ان اقدامات پر خاموش نہیں رہ سکتا جو بین الاقوامی قانون کے تحت اس کی ذمے داریوں سے براہِ راست متصادم ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ان اقدامات کو بلا تاخیر واپس لیا جانا چاہیے۔ اسرائیلی پارلیمنٹ (کنیسٹ) نے اکتوبر 2024 میں ایک قانون منظور کیا تھا جس کے تحت انروا ایجنسی کے اسرائیل میں کام کرنے پر پابندی لگا دی گئی تھی اور حکام کو اس کے ساتھ رابطے سے روک دیا گیا تھا۔ اس کے بعد گزشتہ ماہ

اس قانون میں ترمیم کی گئی تاکہ انروا کی تنصیبات کو بجلی اور پانی کی فراہمی بند کی جا سکے۔ علاوہ ازیں اسرائیلی حکام نے گزشتہ ماہ مشرقی بیت المقدس میں انروا کے دفاتر پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ اقوام متحدہ مشرقی بیت المقدس کو اسرائیل کے زیرِ قبضہ علاقہ تسلیم کرتی ہے، جبکہ اسرائیل پورے شہر کو اپنا علاقہ قرار دیتا ہے۔ اقوام متحدہ میں اسرائیل کے سفیر ڈینی ڈینن نے منگل کے روز نیتن یاہو کے نام گوتریس کے خط کو مسترد کر دیا۔ ڈینن کا کہنا تھا کہ ہم سکریٹری جنرل کی دھمکیوں سے پریشان نہیں ہیں۔ انروا کے عملے کے دہشت گردی میں ناقابلِ تردید طور پر ملوث ہونے کے معاملے کو حل کرنے کے بجائے، سکریٹری جنرل اسرائیل کو دھمکیاں دینے کا انتخاب کر رہے ہیں۔ یہ بین الاقوامی قانون کا دفاع نہیں بلکہ دہشت گردی میں ملوث ایک تنظیم کا دفاع ہے۔

مہنگائی اور مظاہروں کے باوجود ایران میں حکومت گرنے کے آثار نہیں

لندن: (یو این آئی) برطانوی میڈیا کا کہنا ہے کہ ایران میں کرنسی کی قدر میں گراوٹ، مہنگائی اور مظاہروں کے باوجود حکومت گرنے کے آثار نہیں۔ برطانوی میڈیا نے ایران میں پچھلے ہفتے جلاؤ گھیراؤ اور لوٹ مار کے واقعات میں ملوث فسادیوں اور نقصانات کی نئی ویڈیو جاری کی ہیں۔ برطانوی میڈیا نے ایرانی سرکاری میڈیا کے کلپس نشر کیے۔ برطانوی میڈیا کے مطابق ایران میں انٹرنیٹ بندش کے سبب یہ ویڈیوز پہلے سامنے نہیں آسکی تھیں جب کہ ایران نے امریکہ اور اسرائیل کو فسادات میں ملوث قرار دیا ہے۔ برطانوی میڈیا کا کہنا ہے کہ ایران میں کرنسی کی قدر میں گراوٹ، مہنگائی اور مظاہروں کے باوجود حکومت گرنے کے آثار نہیں، ایران کی اعلیٰ ترین سیکیورٹی اسٹیبلشمنٹ میں بھی دراڑوں کے کوئی آثار نہیں۔

مرکزی سرخیاں

سید ظہیر احمد فنا
نیپال اردو ٹائمز

*اولاد کی تربیت والدین نہیں، موبائل کا اسکرین کر رہا ہے: اس میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ جدید دور میں والدین بچوں کی تربیت سے غافل ہو رہے ہیں اور موبائل فون ان کی جگہ لے رہا ہے۔

*عورت کا گھر کی چار دیواری کے اندر اپنی عزت کی حفاظت کرنا جہاد کے مماثل ہے: خواتین کے کردار اور ان کی عفت و عصمت کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

اہم تفصیلات اور مقررین

یہ اجتماع گلبرگہ کے قلعہ میدان میں منعقد ہوا جس میں خواتین کے لیے مخصوص نشستیں بھی رکھی گئی تھیں۔ خبر میں درج ذیل جید علماء کرام کے خطابات کا ذکر ہے:

1. مولانا سید امین القادری: انہوں نے خواتین کو تلقین کی کہ وہ اپنی زندگیوں کو حضرت فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہا) کی سیرت کے مطابق ڈھالیں۔ انہوں نے فیشن پرستی اور مغربی تہذیب کے اثرات پر تنقید کی۔

2. مفتی نظام الدین رضوی: انہوں نے فقہی مسائل اور تربیتِ اولاد پر روشنی ڈالی۔ ان کے خطاب کا ایک بڑا حصہ اس بات پر تھا کہ والدین کو اپنی ذمہ داری پہچاننی چاہیے کیونکہ آج کل بچے موبائل سے تربیت حاصل کر رہے ہیں جو کہ خطرناک ہے۔

3. مولانا شاکر علی نوری: انہوں نے صبر اور قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے قرآن نازل کیا ہے، جسے پڑھنا اور سمجھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اجتماع کے دیگر پہلو *خواتین کی بڑی تعداد: رپورٹ کے مطابق اس اجتماع میں خواتین نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کی۔ *فقہی نشست: پروگرام میں سوال و جواب کی نشست بھی ہوئی جس میں لوگوں کے شرعی مسائل کے حل بتائے گئے۔ *اختتامی دعا: اجتماع کا اختتام ملک و ملت کی سلامتی اور امن و امان کی دعاؤں پر ہوا۔

سرخیاں

سید ظہیر احمد فنا
نیپال اردو ٹائمز

*پہلی سرخی: آل انڈیا صوفی سجادہ نشین کونسل کے اعلیٰ سطحی وفد کی اجیت ڈووال سے ملاقات۔

*دوسری سرخی: آل انڈیا صوفی سجادہ نشین کونسل کی ملک گیر مہم "میرا ملک، میری پہچان" کے نعرے کا اعلان۔

تفصیلات

*ملاقات کا مقصد: کونسل کے وفد نے نئی دہلی میں اجیت ڈووال سے ملاقات کی تاکہ ملک میں امن، اتحاد، اور بھائی چارے کے فروغ پر تبادلہ خیال کیا جا سکے۔

*نئی مہم کا آغاز: اس موقع پر کونسل نے "میرا ملک، میری پہچان" کے عنوان سے ایک ملک گیر مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے، جس کا مقصد صوفی روایات کے ذریعے ملک میں محبت اور رواداری کو عام کرنا ہے۔

*وفد کی قیادت: وفد کی قیادت کونسل کے چیئرمین حضرت سید نصیر الدین چشتی (اجمیر شریف) نے کی۔

*اہم پیغام:

*ملاقات میں اس بات پر زور دیا گیا کہ صوفی ازم ہمیشہ سے انسانیت، امن اور ہم آہنگی کا پیغام دیتا رہا ہے۔

*وفد نے واضح کیا کہ ملک کی ترقی کے لیے فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور اتحاد ناگزیر ہے۔

*انتہا پسندی کے خلاف آواز بلند کرنے اور نوجوانوں کو صحیح سمت دکھانے پر بھی گفتگو ہوئی۔

شرکاء

تصویر اور خبر میں اجمیر شریف، درگاہ کلیر شریف، اور دیگر اہم خانقاہوں کے سجادہ نشینوں اور صوفی علماء کو دیکھا جا سکتا ہے جنہوں نے اس ملاقات میں شرکت کی۔

تھائی لینڈ میں چلتی ٹرین پر کرین گرنے سے ہولناک حادثہ، 22 افراد ہلاک، 30 سے زائد زخمی

انٹرنیشنل ڈسک: (ایجنسیاں) تھائی لینڈ میں بدھ کی صبح ایک بڑا اور دل دہلا دینے والا حادثہ پیش آیا، جہاں ایک زیر تعمیر ہائی اسپیڈ ریل منصوبے پر کام کرنے والی بھاری بھرکم کرین ایک گزرتی مسافر ٹرین پر جا گری۔ اس خوفناک ٹکر کے نتیجے میں ٹرین کے کئی ڈبے پٹری سے اتر گئے اور بینکاک سے اوبن راتچا تھانی جانے والی ٹرین میں آگ بھڑک اٹھی۔ رائٹرز کی رپورٹ کے مطابق حکام نے تصدیق کی ہے کہ اس حادثے میں کم از کم 22 افراد جان بحق ہو گئے، جب کہ 30 سے زیادہ مسافر زخمی ہوئے ہیں۔ حادثے کے فوراً بعد بڑے پیمانے پر ریسکیو آپریشن شروع کر دیا گیا۔ حادثہ ناخون راچاسیما صوبے کے ضلع سکھیو میں پیش آیا جو بینکاک سے تقریباً 230 کلومیٹر شمال مشرق میں واقع ہے۔ پولیس حکام کا کہنا ہے کہ ٹرین میں لگنے والی آگ پر قابو پا لیا گیا ہے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ ریسکیو اور تلاشی کارروائیاں بدستور جاری ہیں۔ تھائی لینڈ کے وزیر ٹرانسپورٹ نے بتایا کہ حادثے کے وقت ٹرین میں مجموعی طور پر 195 مسافر سوار تھے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے مطابق وزیر نے واقعے کی مکمل اور اعلیٰ سطحی تحقیقات کے احکامات بھی جاری کر دیے ہیں۔ حادثے کا شکار ہونے والی ٹرین تھائی لینڈ کے اوبن رتھانی صوبے جا رہی تھی۔ مقامی میڈیا رپورٹس کے مطابق، ہائی اسپیڈ ریل منصوبے کے تحت نصب کی گئی کرین اچانک توازن کھو بیٹھی اور سیدھی پٹری سے گزر رہی ٹرین پر گر گئی۔ اس کے نتیجے میں ٹرین پٹری سے اتر گئی اور کچھ ہی لمحوں میں اس میں آگ لگ گئی، جس سے مسافروں میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا۔ سوشل میڈیا پر حادثے کی کئی ویڈیوز وائرل ہو رہی ہیں، جن میں جائے وقوعہ پر افراتفری، دھواں، تباہ شدہ ڈبے اور امدادی ٹیموں کی سرگرمیاں صاف دیکھی جا سکتی ہیں۔ عینی شاہدین کے مطابق حادثہ اتنا شدید تھا کہ ٹکر کی آواز دور تک سنائی دی اور مسافر اپنی جان بچانے کے لیے چیختے چلاتے نظر آئے۔ حکام کا کہنا ہے کہ ہلاکتوں کی تعداد میں اضافے کا خدشہ بھی ظاہر کیا جا رہا ہے، کیونکہ بعض زخمیوں کی حالت تشویشناک بتائی جا رہی ہے۔ اس افسوسناک حادثے نے تھائی لینڈ میں ریلوے حفاظت اور تعمیراتی منصوبوں کے دوران احتیاطی اقدامات پر ایک بار پھر سنگین سوالات کھڑے کر دیے ہیں۔

امریکی جنگی طیاروں کی قطر کے ایئر بیس پر سرگرمیاں تیز

واشنگٹن: (ایجنسیاں) امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی ایران پر حملے کی دھمکیوں کے بعد امریکی جنگی طیاروں کی قطر کے العدید ایئر بیس پر سرگرمیاں تیز ہو گئیں۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق اتوار کی رات قطر کے العدید بیس سے کئی امریکی جنگی طیاروں نے پروازیں کیں۔ میڈیا رپورٹ میں بتایا گیا کہ کے سی 135 ایئر ریفیولنگ ٹینکر اور بی 52 اسٹریٹیجک بمبار طیاروں نے پروازیں کیں۔ خبر ایجنسی کے مطابق قطر کا العدید ایئر بیس ایرانی سرحد سے 200 سے 300 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ دوسری جانب امریکا نے اپنے شہریوں کو ایران چھوڑنے کی ہدایت کر دی ہے۔ ایران میں امریکا کے ورچوئل سفارت خانے نے اپنے شہریوں کو ایران چھوڑنے کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ ملک بھر میں ہونے والے احتجاج شدت اختیار کر رہے ہیں اور یہ تشدد میں بدل سکتے ہیں۔ سفارت خانے نے امریکی شہریوں کو مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ اگر ممکن ہو تو زمینی راستے سے آرمینیا یا ترکیہ کے ذریعے ایران چھوڑ دیں اور ایسے انتظامات کریں جن میں امریکی حکومت کی مدد پر انحصار نہ ہو۔

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

حافظِ ملت لائبریری ذمہ داران کی بے توجہی کا شکار، علمی طبقہ میں تشویش

ذاتی مفادات سے اوپر اٹھ کر علمی امانت کو بچانے کا مطالبہ

مہنداول، سنت کبیر نگر (اخلاق احمد نظامی) مسلمانوں کو دینی کتب کی جانب راغب کرنے اور انہیں اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے تحت شہر پنچایت دھرم سنگھوا بازار میں ایک دہائی قبل حافظِ ملت لائبریری کا قیام عمل میں آیا تھا مگر افسوس لوگوں کی بے توجہی اور لاپرواہی سے وہ اپنا وقار کھوتی جا رہی ہے جس سے علمی طبقہ میں تشویش پائی جا رہی ہے دارالعلوم احمدیہ معراج العلوم دھرم سنگھوا بازار کے استاذ مولانا نور القمر نورانی علیمی نے بتایا کہ دھرم سنگھوا بازار و مضافات کے مسلمانوں میں دینی شعور بیدار کرنے اور انہیں دینی جانکاری فراہم کرنے کے لیے ازہر ہند الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارک پور کے بانی علامہ شاہ عبد العزیز محدث مبارک پوری المعروف حافظ ملت علیہ الرحمہ کے با برکت نام سے حافظ ملت لائبریری کا قیام ایک دہائی قبل عمل میں آیا تھا یہ لائبریری اس وقت صرف ایک عمارت یا کتابوں کا مجموعہ نہیں تھی بلکہ یہ علم، شعور اور دینی وراثت کی ایک زندہ علامت کہلائی جانے لگی تھی۔ انہوں نے کہا کہ افسوس آج یہ عظیم لائبریری اپنے اصل مقصد سے ہٹ کر ساز و سامان رکھنے کی آماجگاہ بن گئی ہے، جو انتہائی تکلیف دہ اور تشویش ناک امر ہے۔

مولانا نورانی نے بتایا کہ یہ وہی لائبریری ہے جسے مولانا نورالہدیٰ نظامی مصباحی علیہ الرحمہ نے اپنی شب و روز کی محنت، خلوص اور قربانیوں سے آباد کیا تھا۔ انہوں نے اس لائبریری کو طلبہ، علماء اور علم کے متلاشیوں کے لیے ایک روشن چراغ بنایا۔ اگر مولانا مصباحی آج باحیات ہوتے اور لائبریری کی موجودہ ابتر حالت کو دیکھتے تو یقیناً ان کا دل بہت رنجیدہ ہوتا۔ مولانا نورانی نے بتایا کہ لائبریریوں کا مقصد علم کو محفوظ کرنا، نئی نسل کو مطالعہ کی طرف راغب کرنا اور فکری تربیت کرنا ہوتا ہے۔ مگر جب ایسی جگہیں بے توجہی، لاپرواہی اور غفلت کا شکار ہو جائیں تو یہ پورے معاشرے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حافظِ ملت لائبریری کا یہ حال ہم سب کے لیے لمحۂ فکریہ ہے، خاص طور پر اس کے ممبران اور ذمہ داران کے لیے۔

انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم سب اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔ لائبریری کے اصل وقار کو واپس لانے کے لیے اجتماعی کوشش کریں ،صفائی ستھرائی، کتابوں کی ترتیب، مطالعہ کا ماحول، اور مستقل نگرانی کا نظام قائم کریں لائبریری کے عہدیداران اور ممبران اپنے ذاتی مفادات سے اوپر اٹھ کر اس علمی امانت کی حفاظت کریں۔

حافظِ ملت لائبریری کو بچانا دراصل علم کو بچانا ہے، تاریخ کو زندہ رکھنا ہے اور آنے والی نسلوں کے مستقبل کو محفوظ کرنا ہے۔ اگر آج ہم نے توجہ نہ دی تو کل ہمارے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ نہ بچے گا۔ مولانا نورانی نے اخیر میں کہا کہ آیئے ہم عہد کریں کہ ہم حافظِ ملت لائبریری کو دوبارہ علم و ادب کا مرکز بنائیں گے اور مولانا نورالہدیٰ نظامی مصباحی علیہ الرحمہ کی محنتوں کو ضائع نہیں ہونے دیں گے۔

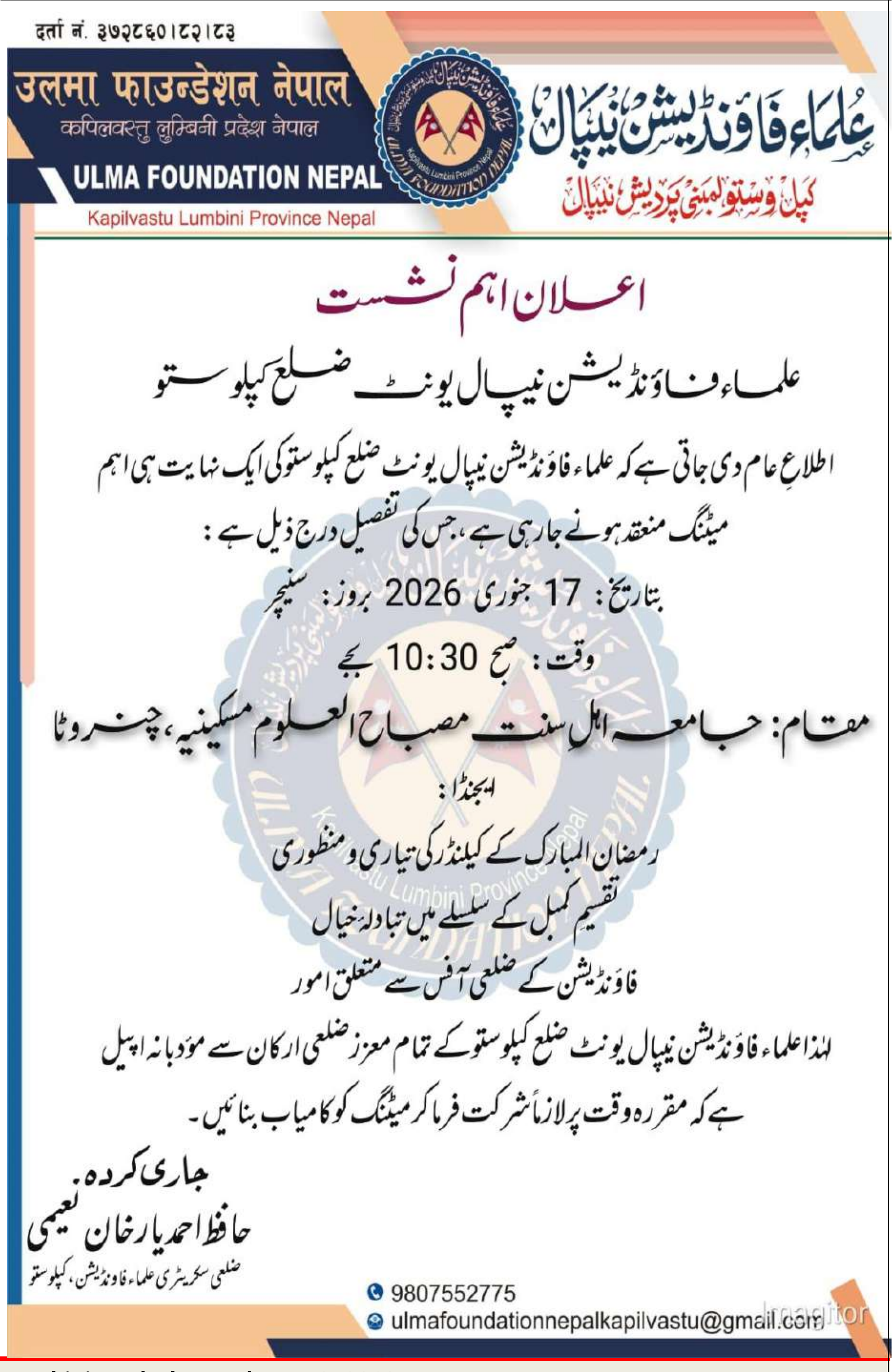

الجامعۃ البرکاتیہ للبنات میں علما فاؤنڈیشن کے مرکزی عہدیداران کی ایک اہم نشست

پریس ریلیز نیپال اردو ٹائمز

بتاریخ 10 جنوری بروز ہفتہ 11 بجے دن میں علما فاؤنڈیشن کے مرکزی عہدیداران و کپلوستو کے اراکین کی موجودگی میں ایک اہم میٹنگ الجامعۃ البرکاتیہ کے مہمان خانہ میں منعقد ہوئی جس کی سرپرستی مخزن خیر و برکات چشم و چراغ خاندان برکاتج حضرت سید شاہد حسین صاحب قبلہ زیدی مارہروی و صدارت فاؤنڈیشن کے سرپرست اعلی مورخ نیپال مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مفتی محمد رضا صاحب قبلہ فرما رہے تھے

آغاز میٹنگ تلاوت کلام ربانی سے حضرت حافظ و قاری نصر اللہ امجدی صاحب رکن علما فاؤنڈیشن کپلوستو نے کیا ،بعد تلاوت میٹنگ کے اغراض و مقاصد کو بیان کرتے ہوئے قائد اہلسنت شمشیر اعلی حضرت محافظ ایمان و عقائد دختران اہلسنت حضرت علامہ مشتاق احمد قادری برکاتی صاحب قبلہ نے اپنے جامعہ میں موجود تمامی مہمانوں کا خیر مقدم اور ہدیہ تشکر کے ساتھ اپنی بات کا اختتام کرتے ہوئے دعوت سخن دیا مرکزی صدر علما فاؤنڈیشن مجاہد سنیت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ سید غلام حسین مظہری صاحب قبلہ کو،

حضرت نے نہایت جامع اور نصیحت آمیز گفتگو کرتے ہوئے اب تک علما فاؤنڈیشن کی کارکردگی کیا رہی اور اب کرنا کیا ہے؟ ان سب پر قدرے تفصیل سے جو علما متحرک ہیں ان کی حوصلہ افزائی جو سست ہے ان سے دست بستہ طریقے سے عرض و گذارش کہ مل جل کر باہمی مشاورت سے دین کا کام کریں جس سے دین و ملت مذہب و مسلک کی نشر و اشاعت ہو اور علما فاؤنڈیشن کی ترقی کے لیے بہت سارے اہم مشاورت پیش کیے کہ چونکہ ہر کام کرنے کے لیے فنڈ کی ضرورت ہے جب پیسے نہیں ہوں گے کوئی بھی کام بغیر پیسے کے ممکن نہیں کہیں جانا ہے فاؤنڈیشن کے کام کے لیے پیسوں کی ضرورت کسی طرح کے پروگرام وغیرہ کرنے ہیں کمبل و دیگر عوامی طور پر کچھ کام کر دکھانے ہیں تو ہر ایک کے لیے پیسوں کی ضرورت اور اسی میں علما فاؤنڈیشن کمزور ہے آج فاؤنڈیشن کے پاس ہزار دو ہزار نہیں جس سے کچھ کام ہو سکے فنڈنگ کے لیے کوئی ہمارے پاس لائحہ عمل نہیں کوئی وسائل نہیں جس سے بآسانی کام ہو اس لیے علما کو چاہیے کہ سب سے پہلے فنڈنگ کے لیے راستہ ہموار کریں اور ایک دوسرے سے مل کر کام کریں تنظیم فرد واحد سے نہیں بلکہ افراد کثیرہ سے چلتی ہے بعدہ اس پروگرام کے مہمان خصوصی اور فاؤنڈیشن کے سرپرست اعلی حضرت علامہ مفتی محمد رضا صاحب قبلہ استاد باغ فردوس جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اپنی درد و کرب کو جس انداز میں بیان فرمایا یقیناً تحریر کرنے کے لیے ہمت و طاقت چاہیے ایک عالمی شہرت یافتہ یونیورسٹی کا استاذ جس کی علمی قلمی دھمک عربی رسالوں سے سوشل میڈیا کے ہر ایک پلیٹ فارم پر محسوس کیا جا رہا ہو جسے اللہ تعالی نے عزت و شہرت بھی عطا کی فضل الٰہی سے وہ خود کفیل لیکن درد لیے پھر رہا ہے ہم نیپال کے علما کی

حضرت مورخ نیپال نے تمام ترکمی کوتاہی کی نشاندہی اچھے کاموں کی تعریف و توصیف بیان کرتے ہوئے اپنے چند آرا پیش کیے اور ان علما کی داد و تحسین فرمائی جو علما فاؤنڈیشن کی ترقی کے لیے شب و روز محنت و لگن سے کام کر رہے ہیں

ہفت روزہ نیپال اردو ٹائمز کے ایڈیٹر حضرت مولانا عبد الجبار علیمی صاحب قبلہ اور ان کے معاونین کی نام۔ بنام حوصلہ افزائی کہ وہ اس قدر لگاؤ رکھتے ہیں اور خلوص و جذبہ دینی حمیت ہے کہ اپنی اپنی مصروفیات ہیں پھر بھی وقت نکال کر نہایت ذمہ داری سے پورے نیپال کی ترجمانی کر رہے ہیں اور آج اس اخبار کی مقبولیت کس قدر ہے یہ ہر کس و ناکس واقف ہے بحمد اللہ ایسے علما بھی موجود ہیں جو فی سبیل اللہ دین کا کام۔ کر رہے ہیں اور اسی طرح ایک بات آپ نے فرمائی فنڈنگ کے معاملے میں کہ ہر عالم یہ عہد کرے کہ اپنے متعلقین احباب و دوست میں سے گیارہ ایسے افراد کو فاؤنڈیشن سے جوڑے جو بطور امداد گیارہ سو روپیہ فاؤنڈیشن کو عنایت کر کے ممبر شپ حاصل کریں اور اس طرح اگر پانچ سو لوگ ممبر بن گیے تو ہمارے پاس فنڈنگ کا ایک راستہ ہو جایے گا اور یہ کام بآسانی علما کر سکتے ہیں جس سے فنڈ بھی ہو گا اور وقت ضرورت پھر انہیں پیسوں سے فلاحی رفاہی مثلاً موسم سرما میں کمبل وغیرہ غربا مساکین کے مابین تقسیم کر دیا جایے یا کسی مجبور کی حاجت روائی خواہ راشن یا ضرورت کے تحت اس کی حاجت روائی ہو جایے یا سال میں ایک دو بار فری میڈیکل کیمپ وغیرہ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام لگا دیا جایے

تو ہر ایک کے لیے پیسوں کی ضرورت ہے اور اس کے لیے یہی ایک سب سے اہم اور بہترین اور منظم طریقہ ہے کہ ہر ایک عالم اپنے احباب میں سے گیارہ گیارہ افراد جو گیارہ سو کے رقم سے ممبر شپ حاصل کریں یہ ایک تعاون کا بہترین طریقہ بھی یے اور علما چاہیں تو یہ کام بآسانی کر سکتے ہیں اسی طرح حضرت نے فرمایا کہ علما رمضان المبارک میں بھی کوشش کریں کہ اہل ثروت حضرات سے تنظیم کی امداد کے لیے رغبت دلائیں اور اس کے اغراض و مقاصد اور اب تک جو کام ہو چکے ان کو بیان کریں جو کرنا ہے عزائم و منصوبے گوش گذار کریں تاکہ ان کا دل و دماغ فاؤنڈیشن کی طرف مائل ہو اسی طرح حضرت نے فرمایا کہ اس کے لیے سب سے اہم ضرورت بات یہ ہے کہ فاؤنڈیشن کے نام سے دو چار جگہوں پر آفس کا قیام ہونا چاہیے تاکہ جن کو اپنی بات فاؤنڈیشن تک پہنچانی ہو وہ آسانی سے آفس آ جا سکیں اور اس کے لیے افراد چاہیے جو آفس کو وقت دیں اور جو وقت دے گا اس کو بھی پیسوں کی ضرورت پڑے گی کوئی بھی اس دور گرانی میں وقت مکمل وقت دے گا تو اس کے گھریلو معاملات روزی روٹی کا مسئلہ ہے تو اس کے لیے ماہانہ تنخواہ کے طور پر رکھے جائیں تاکہ مکمل وقت دے سکیں اس کے لیے بھی پیسوں کی ضرورت ہر صورت میں پیسوں کی ضرورت اس لیے اب فنڈنگ کا کام جلد سے جلد شروع کیا جایے

اسی طرح آفس کا قیام راجدھانی کے علاوہ جتنی جگہوں پر ہوں وہ کرایہ یا کسی مدرسے وغیرہ سے منسلک کر کے کر دیا جایے تو کوئی مسئلہ نہیں لیکن راجدھانی میں مرکزی جگہ پر آفس کے قیام کا مطلب اپنی زمین پر چونکہ نیپال گورنمنٹ سے منظوری وغیرہ کا مسئلہ تو کاغذاتی طور پر خود کی زمین پر تعمیر ہونا ضروری ہوتا ہے اس لیے یہ بہت اہم مسئلہ ہے فی الحال کاٹھمانڈو میں آفس کا قیام تو ہے جو کہ علامہ مشتاق صاحب قبلہ قادری کی خاص عنایت لیکن منظوری کے لیے زمین کا ہونا ضروری ہے اس کے لیے سیاح ایشیا و یورپ حضرت علامہ مولانا نور محمد خالد مصباحی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ چالیس لاکھ کی زمین اگر حاصل کر لیا جایے تو منظوری کے لیے کافی ہو گی اور اس کے لیے میں بذات خود دس لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں جب ضرورت پڑے گی دس لاکھ میں دوں گا بقیہ تیس لاکھ پورے نیپال کے لوگ مل کر انتظام کریں

یقیناً یہ علامہ نور محمد خالد مصباحی صاحب قبلہ کی طرف سے اعلان نہیں بلکہ وہاں بیٹھے علما کو ہمت و طاقت اور دیوار ہمت بن کر یہ اعلان کر رہے تھے کہ فاؤنڈیشن کی فلاح و بہبود کے لیے جب جہاں جیسی ضرورت پڑے گی یہ خالد مصباحی سینہ بہ سپر ہے اور ہو بھی کیوں نا جب خالد برکاتی مصباحی کو ہمت کیوں نہ ملے اسی محفل میں مارہرہ کا وہ عظیم قلندر صفت بزرگ اپنے بزرگوں کا سچا امین و وارث حضور زیدی میاں صاحب قبلہ نے 6100 روپیہ بھارتی نقد علما فاؤنڈیشن کو عطا کیا تو موجود سبھی حضرات کے زبان پر یہی بریلی کے مجدد کا شعر جاری تھا کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا

بول بالے میری سرکاروں کے

تو یہ ہمت و طاقت اسی پیر خانہ سے ملی سبھوں نے علامہ نور محمد خالد مصباحی صاحب قبلہ کا بھی شکریہ ادا کیا اور علامہ نور محمد خالد مصباحی صاحب قبلہ نے بھی نہایت بصیرت افروز کلمات عطا کیے اور علما فاؤنڈیشن کی مقبولیت کو ایک دو مثالوں کے ذریعے پیش فرمایا کہ ابھی تک ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ کرشنا نگر میں کون کون سے عالم خدمات انجام دے رہے ہیں اور کرشنا نگر والے تولہوا کے علما کو نہیں جانتے تھے لیکن جب سے اس تنظیم کا وجود ہوا اب ضلع کپلوستو نہیں بلکہ بانکے بردیا مدھیش پردیش کے علما کو کپلوستو کے علما جانتے پہچانتے اور دینی لگاؤ ہو چکا ہے یہ سب فاؤنڈیشن کی برکتیں ہیں

اسی بیچ کپلوستو کے مشہور بزرگ عالم دین حضرت علامہ محبوب علی صاحب قبلہ کے نہایت ضروری اور اہم باتوں کی طرف سب کی توجہ دلائی اور خوب دعاؤں سے نوازا

اسی اثنا میں صوفی باصفا حضرت علامہ التجا حسین صاحب قبلہ اشرفی نے بھی بہت مفید نفع بخش باتیں پیش فرمائیں اور علما فاؤنڈیشن کی کارکردگی کو سراہا

حضرت کے علاوہ کثیر تعداد میں علما حضرات نے شرکت کی جن کے اسما درج ذیل ہیں

مولانا تقسیم احمد مصباحی صاحب
مولانا اسرار احمد علیمی صاحب
مولانا ذی شان خان مصباحی صاحب
مولانا فاروق رضوی صاحب
حافظ مبارک حسین صاحب
مولانا انوار اللہ صاحب وغرہم

اخیر میں لائق ذکر ہیں علامہ مشتاق قادری صاحب قبلہ کے فرزند ارجمند عزیزم تحسین رضا برکاتی صاحب جنہوں نے مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا یہ اچھی تربیت کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے دولت علم سے نوازے

از قلم: امیر اللہ اشرفی
خادم جامعہ مخدومیہ ام حبیبہ گرلس کالج چنروٹا کپلوستو نیپال

کالم نگار اپنے مضامین کو دلائل و براہین سے مزین کر کے ہی ارسال کریں، اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹسپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔

ایڈیٹر کو حسب ضرورت ترمیم کا حق ہوگا

+918795979383 -+9779817619786 +91 7398 208 053

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

ایران: داخلی بحران، امریکی بیان بازی اور خطے کو درپیش خطرات

ایڈیٹر کے قلم سے۔۔۔۔

ایران آج ایک ایسے دوراہے پر کھڑا ہے جہاں داخلی مسائل اور بیرونی دباؤ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو چکے ہیں۔ ایک طرف شدید معاشی بحران، مہنگائی، کرنسی کی بے قدری اور عوامی بے چینی ہے، تو دوسری جانب عالمی طاقتوں خصوصاً امریکہ کی سخت بیان بازی اور مسلسل دباؤ نے صورتحال کو مزید نازک بنا دیا ہے۔ یہ بحران اب صرف ایران تک محدود نہیں رہا بلکہ پورے مشرقِ وسطیٰ کے امن کے لیے ایک سنجیدہ سوال بن چکا ہے۔

ایرانی عوام سڑکوں پر اس لیے نہیں نکلے کہ وہ انتشار چاہتے ہیں، بلکہ اس لیے کہ روزمرہ زندگی ناقابلِ برداشت ہو چکی ہے۔ نوجوانوں کے لیے روزگار کے مواقع محدود، متوسط طبقہ تیزی سے غربت کی لکیر کے قریب اور کمزور طبقہ پہلے ہی شدید دباؤ میں ہے۔ ایسے حالات میں احتجاج ایک فطری ردعمل بن جاتا ہے۔ بدقسمتی سے حکومت کی جانب سے ان مطالبات کو سننے کے بجائے زیادہ تر سکیورٹی اقدامات اور طاقت کا راستہ اختیار کیا گیا، جس سے خلیج مزید گہری ہوتی جا رہی ہے۔

اس تمام صورتحال میں **امریکہ کی جانب سے بیان بازی** نے جلتی آگ میں گھی کا کام کیا ہے۔ امریکی قیادت کی طرف سے ایرانی حکومت کے خلاف سخت بیانات، مظاہرین کے حق میں اعلانیہ حمایت اور مزید پابندیوں کی دھمکیاں ایران کے اندرونی معاملات کو بین الاقوامی کشمکش میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اگرچہ امریکہ یہ مؤقف اختیار کرتا ہے کہ وہ انسانی حقوق اور عوامی آزادیوں کا حامی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ اقتصادی پابندیوں کا سب سے بڑا بوجھ عام ایرانی شہری پر پڑتا ہے، نہ کہ حکمران طبقے پر۔

ایران میں یہ تاثر مضبوط ہوتا جا رہا ہے کہ امریکی بیان بازی کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ دباؤ کے ذریعے سیاسی کمزوری پیدا کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر امریکی بیان کے بعد ایرانی حکومت دفاعی مؤقف اختیار کرتی ہے اور داخلی اختلاف کو "بیرونی سازش" سے جوڑ دیتی ہے، جس کا نقصان براہِ راست عوامی تحریک اور مکالمے کے عمل کو پہنچتا ہے۔

امریکی سیاست میں ایران ہمیشہ ایک اہم موضوع رہا ہے۔ انتخابی ماحول ہو یا عالمی سفارت کاری، سخت بیانات اکثر داخلی سیاسی فائدے کے لیے دیے جاتے ہیں۔ لیکن زمینی حقیقت یہ ہے کہ ایسے بیانات ایران میں مفاہمت کے بجائے سخت پسند عناصر کو مزید مضبوط کرتے ہیں اور اصلاحات کی گنجائش کم ہو جاتی ہے۔ تاریخ یہ ثابت کرتی ہے کہ بیان بازی، دھمکیاں اور پابندیاں حکومتیں تو نہیں گراتیں، البتہ معاشروں کو کمزور ضرور کر دیتی ہیں۔

خطے کے تناظر میں یہ صورتحال اور بھی تشویشناک ہو جاتی ہے۔ ایران پہلے ہی کئی علاقائی تنازعات کا فریق ہے، اور امریکہ یا اس کے اتحادیوں کی سخت زبان کسی بھی وقت کشیدگی کو براہِ راست تصادم میں بدل سکتی ہے۔ ایسی کسی بھی صورت میں سب سے زیادہ نقصان عام عوام، مہاجرین اور پڑوسی ممالک کو اٹھانا پڑے گا۔

نیپال اردو ٹائمز کے نزدیک ایران کی موجودہ صورتحال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ طاقت کے بجائے دانش اور بیان بازی کے بجائے سنجیدہ سفارت کاری کو فروغ دیا جائے۔ ہمارا واضح مؤقف ہے کہ: نیپال اردو ٹائمز یہ سمجھتا ہے کہ اگر ایران کے بحران کو طاقت، دباؤ اور بیان بازی سے حل کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج صرف ایران نہیں بلکہ پورا خطہ بھگتے گا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ ایران کے عوام کو مرکز میں رکھ کر پالیسیاں بنائی جائیں، نہ کہ عالمی طاقتوں کی سیاسی ترجیحات کو۔

نیپال اردو ٹائمز کے نزدیک اس بحران سے نکلنے کا واحد راستہ مکالمہ، برداشت اور سنجیدہ سفارت کاری ہے۔ اگر دانش کو طاقت پر، اور انسان کو مفادات پر ترجیح نہ دی گئی تو ایران کا بحران ایک ایسے دائرے میں داخل ہو سکتا ہے جس کے اثرات صرف ایک ملک تک محدود نہیں رہیں گے۔ تاریخ ہمیشہ گواہ رہی ہے کہ قومیں جبر سے نہیں بلکہ انصاف، شفافیت اور عوامی شمولیت سے مضبوط ہوتی ہیں

معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پیغام: اُمتِ مسلمہ کے نام

از: مولانا محمد شمیم احمد نوری مصباحی
ناظمِ تعلیمات: دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ، سہلاؤ شریف، باڑمیر (راجستھان)

نبی کریم ﷺ کی مبارک سیرتِ طیبہ اور حیاتِ مقدسہ میں پیش آنے والے حیرت انگیز واقعات، درحقیقت ربِّ کائنات کی جانب سے پوری انسانیت کے لیے ہدایت، نصیحت اور عبرت کے روشن مینار ہیں۔ سیرتِ رسول ﷺ کا کوئی بھی چھوٹا یا بڑا واقعہ ایسا نہیں جس میں قیامت تک کے لیے نوعِ انسانی، بالخصوص اُمتِ مسلمہ کے لیے کوئی عظیم پیغام اور سبق پوشیدہ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے حضور سیدِ عالم ﷺ کو خاتمُ النبیین بنا کر مبعوث فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس کو پوری انسانیت کے لیے کامل نمونہ قرار دیا؛ ایسا شفاف آئینہ جس میں قیامت تک آنے والے انسان اپنی زندگیوں کو سنوار سکتے ہیں، اپنے شب و روز کو سدھار سکتے ہیں، الجھنوں اور پریشانیوں میں راہِ عافیت تلاش کر سکتے ہیں، آلام و مصائب کے پرخطر اور دشوار گزار مراحل میں قرینۂ حیات پا سکتے ہیں اور فتنہ و فساد سے بھرپور ماحول میں حکمت و تدبر کے ساتھ منزلِ مقصود تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

الغرض سیرتِ رسول ﷺ کا ہر پہلو اُمت کے لیے نصیحتوں، ہدایتوں اور اصلاح کے انمول خزانے اپنے اندر سموئے ہوئے ہے

انہی حیرت انگیز اور ایمان افروز واقعات میں سے ایک عظیم الشان واقعہ واقعۂ معراج ہے، جو تاریخِ انسانی کا ایک بے مثال معجزہ اور سیرتِ مصطفی ﷺ کا نہایت درخشاں باب ہے۔ علمائے اسلام نے اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے اور اس کے مختلف اجزاء قرآنِ کریم کی آیاتِ مبارکہ اور صحیح احادیثِ نبویہ میں محفوظ ہیں۔

یہ واقعہ محض ایک تاریخی واقعہ نہیں، بلکہ یہ سوال بھی اپنے ساتھ لاتا ہے کہ دورِ حاضر کے مسلمانوں کو واقعۂ معراج سے کیا سبق ملتا ہے؟ اور اُمت کو اس واقعہ کی روشنی میں آئندہ کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے؟ یہی وہ بنیادی سوالات ہیں جن پر غور کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ لغتِ عرب میں لفظ "معراج" اس وسیلے کو کہتے ہیں جس کے ذریعے بلندی کی طرف چڑھا جائے؛ اسی مناسبت سے سیڑھی کو بھی معراج کہا جاتا ہے۔ (ابن منظور، لسان العرب، ج: 2، ص: 322) اصطلاحاً یہ عظیم واقعہ "اسراء و معراج" کے نام سے مشہور ہے۔ حدیث و سیرت کی کتب میں اس واقعہ کی تفصیلات بکثرت صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے منقول ہیں، جن کی تعداد پچیس تک پہنچتی ہے۔ ان میں سب سے مفصل روایات حضرت انس بن مالک، حضرت مالک بن صَعصَعہ، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ نیز حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس

واقعۂ معراج دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے محبوب، حضور نبیِّ رحمت ﷺ کی تکریم، رفعت اور قربِ خاص کا اعلان ہے۔ ربِ کائنات نے اپنے حبیب ﷺ کو رات کے قلیل حصے میں، بیداری کی حالت میں، جسم و روح کے ساتھ عالمِ بالا کی سیر کرائی؛ جنت و جہنم کا مشاہدہ کروایا، نیک و بد کے انجام دکھائے، انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں کروائیں، ہر مقام پر تاجدارِ دو عالم ﷺ کی عظمت و شان کا چرچا فرمایا، اپنی رحمتوں کی بارش نازل کی اور اُمتِ محمدیہ کو عظیم ترین تحفہ "نماز" عطا فرمایا، جو قیامت تک بندۂ مؤمن اور اس کے رب کے درمیان سب سے مضبوط رابطہ ہے۔

واقعۂ معراج، درحقیقت عبرت آموز مناظر، اصلاحی پیغامات اور روحانی اسباق کا ایک جامع مجموعہ ہے۔

آج کے پُرآشوب اور فتنہ خیز عالمی حالات میں بھی واقعۂ معراج ہمارے لیے امید، حوصلے اور رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔ ظلم و ستم کی گھٹاٹوپ تاریکی میں یہ واقعہ ہمیں چراغِ ایمان روشن کرنے کا درس دیتا ہے اور مایوسی و ناامیدی کے اندھیروں میں امید کی شمع فروزاں کرتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم معراج کے پس منظر کو ذہنوں میں تازہ کریں اور ان سخت حالات کو یاد کریں جن کے بعد یہ عظیم الشان سفر عطا فرمایا گیا۔

آج ہمیں چاہیے کہ ہم جہاں معجزۂ معراجِ مصطفی ﷺ کا جشن منائیں، وہیں اس کے جامع اور انقلابی پیغام کو اپنی عملی زندگی میں اپنانے کی بھی بھرپور کوشش کریں۔ کیونکہ جس اُمت کے رسول ﷺ معراج کی بلندیوں تک پہنچے ہوں، وہ اُمت پستیوں کی قیدی نہیں بن سکتی۔

معراجِ مصطفی ﷺ ہمیں بلندیوں کی طرف پرواز کرنے کا پیغام دیتی ہے اور یہ واضح کرتی ہے کہ اُمتِ محمدیہ کی اصل معراج، اطاعتِ مصطفی ﷺ میں مضمر ہے۔

جو نبی ﷺ عرش کی بلندیوں سے پوری کائنات کا مشاہدہ فرما کر تشریف لائے ہوں، ان کا عطا کردہ نظامِ حیات ہی سب سے کامل، جامع اور ہمہ گیر ہو سکتا ہے۔ حضور نبیِّ کریم ﷺ کی وسعتِ نگاہ نے ہر خطے اور ہر دور کے مسائل کا حل پیش فرمایا۔ معراجِ مصطفی ﷺ درحقیقت نظامِ مصطفی ﷺ کے کامل ہونے کی روشن دلیل ہے۔

معجزۂ معراج ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ دینی احکام ہوں یا دنیاوی امور، علومِ مصطفی ﷺ کا کوئی ہم پلہ نہیں۔ معراج کا جشن منانا یقیناً سعادت کی بات ہے، مگر اس معجزہ کے مطالعہ اور اس سے سبق حاصل کرنا اس سے کہیں زیادہ اہم ہے، خصوصاً نسلِ نو کے لیے، تاکہ ان کے سامنے فکرِ آخرت، نماز کی اہمیت اور مسجد سے وابستگی جیسے بنیادی تصورات اجاگر ہوں۔

سفرِ معراج میں دو مسجدوں "مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ" کا خصوصی ذکر اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اُمت کے دلوں میں مسجد کا شوق، تعلق اور احترام کس قدر ہونا چاہیے۔

اور معراج سے واپسی پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ نمازوں کا تحفہ ہم سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں اور پوری پابندی کے ساتھ نماز قائم کریں۔

بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے کہ
اللہ تعالیٰ ہمیں واقعۂ معراج کے حقیقی پیغام کو سمجھنے، اسے دل و جان سے اپنانے اور اپنی عملی زندگی میں نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے؛ ہمیں نماز کا پابند، مساجد کا قدردان اور حضور نبیِّ کریم ﷺ کی کامل اطاعت کرنے والا بنائے؛ اُمتِ محمدیہ کو اتحاد، بصیرت اور استقامت سے سرفراز فرمائے، اور ہمیں دنیا و آخرت کی سرخروئی نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ

غزہ میں سخت سردی کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ

تحریر: اللہ نواز خان
allahnawazk012@gmail.com

غزہ اس وقت شدید بحرانوں میں گھرا ہوا ہے۔ فلسطینی شدید مشکلات کا شکار ہو چکے ہیں۔ اسرائیل نے غزہ کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ پورا غزہ ملبے کا ڈھیر بن چکا ہے۔ اسپتال، رہائشی عمارتیں اور کھیت تک تباہ ہو چکے ہیں۔ جنگ بندی کا معاہدہ ہونے کے باوجود بھی جنگ بندی نہیں ہو رہی کیونکہ جنگ کرنے والے طاقتور ہیں۔ اسرائیل کے پاس جدید اسلحہ بھی موجود ہے اور امریکہ کی مدد بھی مسلسل مل رہی ہے۔ اس وقت غزہ ایسی بستی میں تبدیل ہو چکا ہے جہاں انسانیت سسک سسک کر مر رہی ہے۔ فلسطینیوں کو ہر قسم کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بمباری نے رہائشی عمارتیں بھی تباہ کر دی ہیں، اسی وجہ سے لاکھوں افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔ بے گھر افراد معمولی سے ٹینٹوں میں رہائش پذیر ہیں۔ ان مشکلات میں موسمی صورتحال مزید اضافہ کر رہی ہے۔ شدید طوفانی بارشوں اور سخت سردی نے فلسطینیوں کی اذیت میں شدید ترین اضافہ کر دیا ہے۔ بارشوں کا پانی ٹینٹوں کے اندر داخل ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے بستر تک بھیگ جاتے ہیں۔ شدید سردی نوزائیدہ بچوں، ضعیف افراد اور بیماروں کے لیے سخت نقصان دہ ثابت ہو رہی ہے۔ خوراک کی بھی شدید کمی ہے، جس کی وجہ سے فلسطینیوں کی صحت بگڑ گئی ہے۔ بہت سے شیرخوار بچے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں کیونکہ سردی کا وہ مقابلہ نہیں کر پاتے۔ ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ روز غزہ میں سردی سے ایک اور شیرخوار بچے کی موت واقع ہو گئی۔ سردی سے بچانے کے لیے ممکنہ انتظامات نہیں ہو پاتے جس کی وجہ سے اموات ہو رہی ہیں۔ ویسے بھی خیموں کی کمی ہے، اس لیے بعض خاندان معمولی کپڑے سے بنے ہوئے ٹینٹوں میں رہنے پر مجبور ہیں۔ معمولی کپڑوں سے بنے ہوئے ٹینٹ سخت سردی یا بارشوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اس لیے ان کے اندر رہائش پذیر افراد بے بسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ نصیرات پناہ گزین کیمپ میں واقع العودہ اسپتال کے نوزائیدہ وارڈ کی حالت بہت ہی تشویشناک ہے۔ ادویات بھی کم ہیں اور طبی آلات کی بھی کمی ہے نیز بجلی کی بھی بار بار بندش ہو رہی ہے، جس کی وجہ سے درجہ حرارت کو درست حالت پر رکھنا ممکن نہیں رہتا۔ ماؤں کی خراب صحت کی وجہ سے قبل از وقت بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ قبل از وقت پیدائش کی وجہ سے پیدا ہونے والے بچے زیادہ سردی سے متاثر ہوتے ہیں، لیکن اسپتالوں میں وہ سہولیات میسر نہیں ہوتیں جن کی ان نوزائیدگان کو ضرورت ہوتی ہے۔

غزہ کی نازک صورتحال کے پیشِ نظر فوری طور پر انسانی امداد پہنچائی جاتی، لیکن ان تک امداد پہنچ نہیں رہی کیونکہ اسرائیل نے راستے بند کر دیے ہیں۔ کتنی افسوسناک صورتحال ہے کہ انسان سسک سسک کر مر رہے ہیں، لیکن ان تک امداد بھی نہیں پہنچ رہی۔ اسلامی دنیا کی بے حسی بھی بہت ہی افسوسناک ہے۔ مسلم ریاستیں فوری طور پر ان تک امداد پہنچائیں۔ ان حالات میں کچھ اچھے ممالک اور اچھی این جی اوز یا تنظیمیں غزہ کے مظلوموں تک خوراک اور دیگر ضروریات پہنچانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ وہ قابلِ احترام ہیں، جو ان تک امداد پہنچا رہے ہیں، حالانکہ نہ تو ان کا کوئی خونی رشتہ ہے اور نہ قومی لیکن انسانیت کی بنیاد پر فلسطینیوں تک انسانی مداد پہنچائی جا رہی ہے۔ اسلامی ریاستیں خوف کا شکار ہو چکی ہیں، اس لیے فلسطینیوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا ہے۔ فوری طور پر فلسطینیوں تک خوراک، ادویات، گرم کپڑے اور دیگر ضروریات پہنچائی جائیں تاکہ جتنے افراد بچ سکیں، ان کو بچایا جائے۔ خیموں کی بھی ضرورت ہے نیز وہاں رہنے والے بچوں کی تعلیمی ضروریات کا بھی بندوبست کیا جائے۔ سب سے زیادہ ضرورت شیرخوار بچوں کو بچانے کی ہے، ان کے لیے دودھ اور ادویات کا بندوبست کیا جائے۔ کتنی افسوسناک صورتحال ہے کہ ایک جگہ پر انسان موت سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں اور دوسری طرف عیاشیوں میں سرمایہ لٹایا جا رہا ہے۔ فلسطینیوں کا قصور یہی ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کی اپنی زمین ان پر تنگ کر دی گئی ہے۔ ایک ایسی قوم کو ان پر مسلط کر دیا گیا ہے جو ان کو اپنی زمین سے بے دخل کر رہی ہے اور ان کو زندگی سے بھی محروم کر رہی ہے۔ اگر وہ دوبارہ زندگی کی طرف لوٹنا چاہیں تو ان کو کافی عرصہ درکار ہوگا۔ رہنے کے لیے عمارتیں تعمیر کرنا ہوں گی جن پر کافی سرمایہ خرچ ہوگا۔ جنگ زدہ فلسطینیوں کے پاس سرمایہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہو سکتا ہے بین الاقوامی برادری ان کو سرمایہ دے بھی دے تو پھر بھی کافی وقت ان کو بحال ہونے میں لگے گا۔ جنگ زدہ فلسطینی نفسیاتی مسائل کا بھی شکار ہو چکے ہوں گے، کیونکہ جنگ نے ان کی ذہنی حالت کو متاثر کر دیا ہوگا، ان کو نفسیاتی مسائل سے نمٹنے کے لیے ادویات کی بھی ضرورت ہوگی۔ بہت سے افراد معذور ہو چکے ہیں وہ بھی تکلیف دہ حالت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہیں، ان کی دیکھ بھال پر بھی کافی سرمایہ خرچ ہوگا۔ بین الاقوامی برادری سمیت اسلامی ممالک فوری طور پر بے بس فلسطینیوں کی مدد کریں، تاکہ وہ بھی زندگی کی دھارے میں شامل ہو سکیں۔

10 جنوری 2025ء بروز ہفتہ، ممبئی کی تاریخی اور روحانی مینارہ مسجد میں جشن میلادِ مولا علی و عرس خواجہ غریب نواز کا شاندار انعقاد عمل میں آیا

10 جنوری 2025ء بروز ہفتہ، ممبئی کی تاریخی اور روحانی مینارہ مسجد میں جشن میلادِ مولا علی و عرس خواجہ غریب نواز کا شاندار انعقاد عمل میں آیا، جس کا آغاز قاری محمد راشد اشرفی کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا، بعدہ قاری محمد راشد، حافظ عمیر اشرفی، حافظ محمد الیاس نے یکے بعد دیگرے نعت و منقبت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، مسجد کے خطیب و امام حضرت مولانا عبدالرشید مصباحی نے عظمتِ اہل بیت پر مختصر مگر بصیرت افروز خطاب کیا، پھر مولا علی ریسرچ سینٹر (زیرِ انتظام مینارہ مسجد ٹرسٹ) کی جانب سے فقہِ حنفی کی ایک انتہائی مستند اور قیمتی تصنیف جامع الفتاویٰ جلدِ اوّل (اردو ایڈیشن) کا باوقار اِجرا قاضیِ چھتیس گڑھ حضرت سید رئیس اشرف الاشرفی الجیلانی، شہزادۂ شیخ الہند حضرت سید محمد اشرف صاحب، مولانا مفتی محمد علی شاہ عارفی نوری امام المدینہ مسجد اور دیگر معززین کے ہاتھوں کیا گیا۔ قاضیِ چھتیس گڑھ نے اس کتاب کی اشاعت پر مولا علی ریسرچ سینٹر کے ذمہ داران کو مبارک باد پیش کی اور آئندہ بھی ایسی تحقیقی اور علمی کتابوں کو منظرِ عام پر لانے کی ترغیب دلائی، اِس کتاب کے محقق مولانا مفتی محمد فاروق خاں مہائمی نے کتاب اور مصنف کتاب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ عظیم کتاب حضرت مفتی سید عبدالفتاح گلشن آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر تصنیف ہے، جن کا مزار پاک مینارہ مسجد میں واقع ہے۔ آپ کی یہ تالیف فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ عقائدِ اہلِ سنت پر بھی مدلل، محققانہ اور جامع انداز میں روشنی ڈالتی ہے، جو طلبہ، علما اور عام مسلمانوں کے لیے ایک بیش بہا سرمایہ ہے۔ یہ کتاب کم و بیش ایک سو چالیس سال بعد دوسری بار شائع ہوئی ہے۔ اس علمی کام میں سب سے نمایاں کردار مینارہ مسجد کے ٹرسٹی الحاج عبدالوہاب لطیف اشرفی صاحب اور ان کے احباب کا رہا، جنھوں نے اس علمی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں خصوصی دلچسپی لی۔

رائے پور چھتیس گڑھ سے آئے ہوئے خصوصی شاعر حضرت سید محمد اشرف الاشرفی نے منقبت پیش کی جسے سامعین کافی پسند کیا۔ بعدہ خصوصی خطاب مولانا مفتی محمد علی شاہ عارفی نوری (خطیب و امام المدینہ مسجد، آگری پاڑہ) کا ہوا۔ مفتی صاحب نے سورۂ فاتحہ کی روشنی میں انعام یافتہ جماعت کے نقشِ قدم پر چلنے کی تلقین کی۔ آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں حضرت شیرِ خدا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہوئے اہل بیت کا دامن مضبوطی سے تھامنے کی اپیل کی۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں عوام اہل سنت کے علاوہ دیگر مقامی معزز علما و ائمہ کرام بھی تشریف فرما تھے۔

بہار میں جیولری تاجروں کا فیصلہ : سیکیورٹی کے نام پر مذہبی آزادی کا امتحان

تحریر: یوسف شمسی
رابطہ: 9162216560

بھارت کی ریاست بہار میں جیولری تاجروں کے ایک حالیہ فیصلے نے نہ صرف ریاست بلکہ قومی سطح پر ایک حساس بحث کو جنم دے دیا ہے۔ آل انڈیا جیولرز اینڈ گولڈ فیڈریشن کی جانب سے جاری کردہ ہدایت کے مطابق ایسے تمام گاہک، خواہ مرد ہوں یا عورت، جو اسکارف، نقاب، برقع یا ہیلمٹ کے ذریعے اپنا چہرہ ڈھانپ کر زیورات کی دکانوں میں داخل ہوں گے، انہیں خریداری سے قبل اپنی شناخت کے لیے چہرہ ظاہر کرنا ہوگا۔ اس فیصلے کو سیکیورٹی کے نقطۂ نظر سے ضروری قرار دیا جارہا ہے، تاہم اس کے سماجی اور مذہبی مضمرات نے ایک نئی سیاسی و فکری کشمکش کو جنم دے دیا ہے۔

جیولری تاجر تنظیموں کا کہنا ہے کہ سونے اور چاندی کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ، زیورات کی دکانوں میں سرمایہ کاری کی مالیت میں کئی گنا اضافہ اور حالیہ مہینوں میں ڈکیتی و لوٹ مار کے واقعات نے تاجروں کو غیر معمولی حفاظتی اقدامات پر مجبور کر دیا ہے۔ بہار جیولرز فیڈریشن کے ریاستی صدر اشوک کمار ورما کے مطابق بہار ملک کی پہلی ریاست ہے جہاں یہ اصول باقاعدہ طور پر پورے صوبے میں نافذ کیا گیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ فیصلہ کسی خاص طبقے یا مذہب کو نشانہ بنانے کے لیے نہیں بلکہ جرائم کی روک تھام اور تاجروں کے تحفظ کے لیے کیا گیا ہے۔ دوسری جانب، اس فیصلے پر مسلمانوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کی جانب سے سخت تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے۔ ان حلقوں کا ماننا ہے کہ حجاب، نقاب اور برقع کسی فیشن یا وقتی انتخاب کا نام نہیں بلکہ مذہبی عقیدے، شخصی آزادی اور شناخت سے جڑے ہوئے معاملات ہیں۔ ان کے مطابق سیکیورٹی کے نام پر ایسے لباس پر پابندی دراصل مذہبی آزادی پر غیر محسوس لیکن گہرا وار ہے

۔ناقدین نے یہ بھی الزام عائد کیا ہے کہ اس فیصلے کے پس منظر میں بی جے پی اور آر ایس ایس کا نظریاتی دباؤ کارفرما ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو ایک بار پھر عوامی مقامات پر مشکوک بنانا ہے۔

اپنے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے اشوک کمار ورما نے کہا ہے کہ یہ پابندی کسی ایک مذہب تک محدود نہیں بلکہ مردوں اور عورتوں دونوں پر یکساں طور پر لاگو ہوگی۔ ان کے مطابق اگر کوئی شخص ہیلمٹ یا مفلر سے چہرہ چھپاتا ہے تو اس سے بھی شناخت کے لیے چہرہ ظاہر کرنے کی درخواست کی جائے گی۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ دکانوں کا عملہ مکمل شائستگی کے ساتھ گاہکوں سے تعاون طلب کرے گا اور کسی بھی طرح کی زبردستی یا توہین آمیز رویہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔ پولیس انتظامیہ نے بھی اس فیصلے کو سیکیورٹی کے لیے ضروری قدم قرار دے کر اس کی تائید کی ہے۔

تاہم اصل سوال یہ ہے کہ کیا سیکیورٹی کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے مذہبی آزادی پر ممکنہ اثرات کو نظرانداز کیا جاسکتا ہے؟ بھارت کا آئین ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اسے ظاہر کرنے کی آزادی دیتا ہے، بشرطیکہ اس سے عوامی نظم و ضبط متاثر نہ ہو۔ ایسے میں یہ بحث ناگزیر ہو جاتی ہے کہ کیا زیورات کی دکانوں میں چہرہ ڈھانپنے کو مکمل طور پر عوامی خطرہ تصور کیا جانا درست ہے، یا پھر اس کا کوئی متوازن اور باعزت حل بھی ممکن ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ سماج میں اعتماد اور ہم آہنگی صرف قوانین سے نہیں بلکہ طرزِ عمل سے قائم ہوتی ہے۔ اگر سیکیورٹی کے نام پر کسی طبقے کو غیر ارادی طور پر مشکوک بنا دیا جائے تو اس سے سماجی خلیج مزید گہری ہو سکتی ہے۔ ایسے فیصلوں کے اثرات محض دکانوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ روزمرہ کی زندگی، سماجی تعلقات اور مذہبی ہم آہنگی پر بھی پڑتے ہیں۔

ایسے نازک معاملے میں ریاستی حکومت کا کردار نہایت اہم ہو جاتا ہے۔ وزیر اعلیٰ بہار نتیش کمار کو چاہیے کہ وہ اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کریں، تاجر تنظیموں، مذہبی نمائندوں، سول سوسائٹی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ مشاورت کریں اور ایسا متوازن حل تلاش کریں جس میں سیکیورٹی کے تقاضے بھی پورے ہوں اور کسی بھی طبقے کے مذہبی جذبات یا شہری وقار کو ٹھیس بھی نہ پہنچے۔ جمہوری معاشرے کی پہچان یہی ہے کہ وہاں اختلافِ رائے کو دبانے کے بجائے مکالمے کے ذریعے حل نکالا جاتا ہے۔ بہار میں جیولری تاجروں کا یہ فیصلہ اسی امتحان کا نام ہے کہ ریاست کس طرح سیکیورٹی اور مذہبی آزادی کے درمیان ایک منصفانہ اور انسانی توازن قائم کرتی ہے۔

جب قانون خاموش ہو جائے۔!!

از: محمد تحسین رضانوری
شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

عدالت، پارلیامنٹ، پولس اہلکاروں اور وکیلوں کے چیمبر میں رکھے قوانین کے ضخیم دفتر یہ بتاتے ہیں کہ قدیم ہندوستان میں راجاؤں اور بادشاہوں کی سالہاسال کی ریاستیں اور حاکمانِ دورِ جدید کی حکومتیں ایک نظام اور ضابطہ کے تحت چلتی آئی ہیں۔ جب تک قوانین کی پاسداری اور عدل و انصاف زندہ رہتا ہے تب تک ملک میں امن و امان اور دلوں میں محبتیں باقی رہتی ہیں اور جب انصاف اور اصول و قوانین اور قومی و ملی مفاد کی خاطر قوانین کے ساتھ کھلواڑ کیا جاتا ہے تب تب قوم میں خوف وہراس، ظلم و بربریت، اضطراب و بے چینی اور جرائم پیش آنے لگتے ہیں۔

موجودہ ہندوستان کی صورتِ حال سے یہ بخوبی ظاہر ہے کہ آج یہ عزیز ملک کس طرف جارہا ہے، یہاں بھائی چارگی سے رہنے والے اور محبت و مودت، اتفاق و اتحاد کا درس دینے والے لوگ آج کس تیزی سے مذہبی بنیادوں پر پھیلی نفرتی گرداب میں پھنستے جارہے ہیں، کل تک جو لوگ ایک آنگن میں کھیل کر ایک ساتھ بڑے ہوئے آج وہی ایک دوسرے کو نگاہ نفرت ورمیدگی سے دیکھ رہے ہیں، آپسی تہواروں میں شرکت، شادی پارٹیوں میں شمولیت اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونے والے لوگوں کے بیچ میں آج مذہبی دیوار کھڑی کر دی گئی ہے، لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں، کہیں ٹوپی دیکھ کر مارا جارہا ہے تو کہیں نام پوچھ کر قتل کیا جا رہا ہے۔ بستی بستی بے خوف تجارت کرنے والے تاجرین آج دہشت و ہیبت سے لرزہ براندام ہیں۔

فسادی قسم کے آوارہ لوگ جگہ جگہ دنگا بھڑکانے کا کام کرتے ہیں، یہ فتنہ و فساد پھیلانے والے لڑکے اس قدر شترے بے مہار ہوتے جارہے ہیں کہ کہیں ہاسپٹل میں ڈیلیوری کے سلسلے میں آئی نقاب پوش خاتون کے پیٹ پر لات ماری جا رہی ہے تو کہیں نام پوچھ کر مسلم لڑکے کو ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے پیٹا جارہا ہے، کہیں خود صوبائی وزیر اعلیٰ مسلم نقاب پوش خاتون کا نقاب کھینچتا ہے تو کہیں بنگلہ دیشی مسلم کہ کر کسی تاجر کو موت کی نیند سلایا جا رہا ہے۔ وہیں مساجد و مدارس پر آئے دن قسم قسم کی پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں، اسلاموفوبیا کے شکار افراد پر کسی طرح کی کوئی سنوائی نہیں ہے، میڈیا اور ادارے دانستہ طور پر اسلاموفوبیا کو ہوا دے رہے ہیں جس بنا پر مذہبی منافرت، فرقہ واریت اور اقلیتوں پر ظلم و تشدد بڑھتا جارہا ہے۔

اِدھر عوام الناس کے مابین نفرتوں کی جنگیں چھڑی ہوئی ہیں اُدھر حکومتی اداروں اور پولس اہلکاروں کی جانب سے ان موولیچنگ کرنے والوں کے زدوکوب پر کوئی توجہ نہیں، اور مظلوم مسلمانوں پر کوئی کان دھرنے کو تیار نہیں۔ سارے قانون اور ساری کورٹ کچہری مسلمانوں کے لیے مانوں بند ہو چکے ہیں، حکومتی کارکنان جیسا چاہتے ہیں عدالت سے ویسا فیصلہ آجاتا ہے، مدارس و مساجد اور مزارات کو شہید کیا جا رہا ہے، وقف کی جائیدادیں ضبط کی جارہی ہیں، مسلمانوں سے اُن کے وطنی ہونے کا ثبوت مانگا جارہا ہے۔ آخر ہندی مسلمان کب تک یہ مظالم سہیں گے؟ کب تک ذمہ داران نفرت اور مذہب و مسلک کے نام پر روٹیاں سکتے رہیں گے؟

دوسری جانب ہمارا یہ حال ہے کہ ہم سدھرنے اور جامہ اتحاد پہننے کو راضی نہیں، سب کو اپنی اپنی پڑی ہے، کوئی کسی اپنے کا سپورٹ کرنے کو راضی نہیں، ہمیں اپنی خانہ جنگی سے فرصت ہی نہیں ہے، کوئی کسی کو اپنا پیشوا اور ہنما ماننے کو تیار نہیں، آخر کب تک ہم یہ دردر کی ٹھوکریں کھائیں گے؟ آخر کب ہم بیدار ہوں گے اور اپنے حق کی آواز اٹھائیں گے؟

ہم ہندی حکومت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ہند میں امن و امان قائم کریں، مذہبی دیوار کو توڑ کر حق و سچ کے ساتھ فیصلہ کریں، جگہ جگہ ہو رہے ظلم و بربریت پر شکنجہ کسیں، اور شری و فسادی لوگوں کو سخت سزا دی جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت عطا فرمائے، صحت مند اور سکون کی زندگی عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

✍ محمد تحسین رضانوری
شیر پور کلاں پورن پور پیلی بھیت

غلام سرور: اردو صحافت کا وہ چہرہ جو بازار میں نہیں بکا

تحریر: محمد فداءالمصطفیٰ قادری
رابطہ نمبر: 9037099731
پی جی اسکالر: دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی

زبان محض الفاظ کا مجموعہ نہیں ہوتی؛ یہ انسان کے باطن میں اترے ہوئے احساسات، اس کے تجربات، اس کی تہذیبی یادداشت اور اس کے اجتماعی شعور کی آواز ہوتی ہے۔ اردو اسی اجتماعی شعور کی وہ نرم مگر گہری آواز ہے جو صدیوں کے فکری سفر، تہذیبی میل جول اور انسانی درد سے گزر کر وجود میں آئی۔ اردو ادب نے انسان کو اپنے اندر جھانکنے کا سلیقہ سکھایا، جبکہ اردو صحافت نے اسی اندرونی شعور کو سماج کی کھلی فضا میں بولنے کا حوصلہ عطا کیا۔ جب ادب اور صحافت اپنے اپنے دائرے میں ذمہ داری نبھاتے ہیں تو زبان محض اظہار کا وسیلہ نہیں رہتی بلکہ قوم کی سمت متعین کرنے والا چراغ بن جاتی ہے۔

ایسے ہی نازک اور فیصلہ کن موڑ پر غلام سرور جیسی شخصیت سامنے آتی ہے، جو قلم کو ہنر نہیں بلکہ امانت سمجھتی ہے۔ ان کے یہاں لفظ سوچ کے تابع ہیں اور سوچ انسان کے دکھ سے جڑی ہوئی ہے۔ غلام سرور نے اردو کو محض زندہ رکھنے کی کوشش نہیں کی، بلکہ اسے وقار، معنویت اور اخلاقی وزن عطا کیا۔ ان کی تحریروں میں نہ وقتی جذبات کا شور ہے، نہ مصنوعی انقلابی نعرے؛ وہاں خاموشی ہے، ٹھہراؤ ہے اور سچ کی تلاش میں ڈوبا ہوا ایک سنجیدہ ذہن ہے۔ انہوں نے اردو صحافت کو بازار کی چکاچوند سے بچا کر ضمیر کی سطح پر لا کھڑا کیا، جہاں خبر محض اطلاع نہیں رہتی بلکہ سوال بن جاتی ہے، اور سوال سماج کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے۔ غلام سرور کو پڑھنا دراصل اردو کے اس شعور کو محسوس کرنا ہے جو انسان کو انسان سے جوڑتا ہے، جو طاقت کے سامنے جھکنے کے بجائے سچ کے ساتھ کھڑا رہتا ہے، اور جو خاموش رہ کر بھی بہت کچھ کہہ جاتا ہے۔

اردو صحافت کی اصل حقیقت خبر کے گرد گھومنے والے الفاظ سے کہیں آگے کی چیز ہے۔ یہ دراصل انسان کے اجتماعی شعور میں اترنے، اس کے احساسات کو پہچاننے اور اس کی خاموش چیخوں کو زبان دینے کا عمل ہے۔ غلام سرور نے اردو صحافت کو اسی گہرے اور ذمہ دار زاویے سے دیکھا۔ ان کے نزدیک خبر کوئی خشک اطلاع نہ تھی، بلکہ ایک زندہ انسانی تجربہ تھی، جس کے پیچھے درد بھی ہوتا ہے، سوال بھی اور کبھی کبھی ایسی امید بھی جو بظاہر دکھائی نہیں دیتی۔ وہ جانتے تھے کہ اگر صحافت صرف واقعات کی فہرست بن جائے تو اس کی روح مر جاتی ہے، اس لیے انہوں نے لفظوں میں شعور بھرنے کی کوشش کی، اور خبر کو سوچ کا دروازہ بنایا۔

غلام سرور کی تحریروں میں ایک خاص ٹھہراؤ نظر آتا ہے۔ وہاں جلدی نہیں، شور نہیں، اور نہ ہی خود نمائی کی کوئی خواہش۔ ان کا قلم حالات پر چیختا نہیں تھا بلکہ خاموشی سے سوال رکھتا تھا، اور یہی خاموش سوال قاری کے ذہن میں دیر تک گونجتا رہتا تھا۔ انہوں نے اردو صحافت کو اشتعال، مفاد اور وقتی مقبولیت کی دوڑ سے الگ رکھا۔ ان کے یہاں اختلاف بھی شائستہ تھا اور تنقید بھی ذمہ دار۔ وہ اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ صحافت اگر اخلاقی بنیادوں سے کٹ جائے تو وہ طاقت کا ہتھیار بن جاتی ہے، اور اگر ضمیر سے جڑی رہے تو سماج کی رہنمائی کرتی ہے۔ غلام سرور نے اسی ضمیر کی حفاظت کی۔

ان کی صحافت میں انسان مرکز میں تھا وہ انسان جو نظام کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے، جس کی آواز اکثر سنائی نہیں دیتی، اور جس کے مسائل کو سرخیوں میں جگہ نہیں ملتی۔ غلام سرور نے ایسے انسان کو اردو صحافت کے صفحے پر جگہ دی، اور یہی ان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ ان کا قلم نہ اقتدار سے مرعوب ہوا اور نہ ہی عوامی جذبات کا استحصال کیا۔ وہ جانتے تھے کہ سچ بولنے کے لیے بلند آواز ضروری نہیں، بلکہ مضبوط ارادہ کافی ہوتا ہے۔ غلام سرور کی تحریریں قاری کو صرف معلومات نہیں دیتیں بلکہ اسے اپنی ذمہ داری کا احساس بھی دلاتی ہیں۔ ان کی صحافت قاری کو تماشائی بننے نہیں دیتی، بلکہ سوچنے والا فرد بناتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریریں وقت گزرنے کے باوجود اپنی معنویت نہیں کھوتیں۔ وہ اردو صحافت کو ایک ایسے مقام پر لے آئے جہاں خبر محض خبر نہیں رہتی بلکہ شعور میں بدل جاتی ہے، اور یہی شعور سماج کی اصل طاقت ہوتا ہے۔ غلام سرور نے اردو صحافت کو اسی طاقت کا شعور عطا کیا۔

کچھ ادارے وقت کی ضرورت کے تحت وجود میں آتے ہیں اور کچھ وقت کے مزاج کو بدلنے کے لیے۔ 'سنگم' دوسرے زمرے میں آتا ہے۔ غلام سرور کے لیے 'سنگم' محض ایک اخبار نہیں تھا بلکہ ایک فکری وعدہ تھا ایک ایسا عہد جس میں زبان، سماج اور سچ ایک دوسرے سے جدا نہیں تھے۔ انہوں نے اس اخبار کی بنیاد کسی کاروباری منصوبے کے طور پر نہیں رکھی، بلکہ اسے ایک فکری پلیٹ فارم کے طور پر پروان چڑھایا، جہاں لفظ بکتے نہیں تھے بلکہ تولے جاتے تھے۔ 'سنگم' کے صفحات پر جو کچھ لکھا جاتا، وہ صرف چھپنے کے لیے نہیں بلکہ تاریخ کے سامنے جواب دہ ہونے کے لیے ہوتا تھا۔ 'سنگم' کی پہچان اس کی آواز نہیں بلکہ اس کا لہجہ تھا۔ یہ اخبار نہ چیختا تھا، نہ خود کو مسلط کرتا تھا، بلکہ دھیرے دھیرے قاری کے ذہن میں اتر جاتا تھا۔ غلام سرور نے اسے اس طرح ترتیب دیا کہ ہر صفحہ ایک مکالمہ بن جائے طاقت اور سوال کے درمیان، مرکز اور حاشیے کے درمیان، اور خاموشی اور اظہار کے درمیان۔ یہاں زبان محض خبر کی خدمت گزار نہیں تھی بلکہ اپنے وقار کے ساتھ کھڑی نظر آتی تھی۔ 'سنگم' میں اردو کو اس کی مکمل تہذیبی شان کے ساتھ برتا گیا، نہ اسے کمزور سمجھ کر سہارا دیا گیا اور نہ ہی جذباتی بنا کر استعمال کیا گیا۔

غلام سرور نے 'سنگم' کے ذریعے اردو کو دفاعی پوزیشن سے نکال کر فکری اعتماد عطا کیا۔ یہ اخبار اس احساس کا اظہار تھا کہ اردو کو رحم کی نہیں، احترام کی ضرورت ہے۔ 'سنگم' کے صفحات اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ زبان اگر خود اپنے وقار سے واقف ہو تو وہ کسی سہارے کی محتاج نہیں رہتی۔ یہاں اردو کو نہ صرف بولنے کا موقع ملا بلکہ سوچنے کا دائرہ بھی ملا۔ یہ اخبار اس خاموش یقین کا اظہار تھا کہ سچ وقتی طور پر دب تو سکتا ہے، مٹ نہیں سکتا۔ 'سنگم' نے ایک ایسا صحافتی مزاج پیدا کیا جس میں جلدی نہیں تھی، لیکن سمت تھی؛ شور نہیں تھا، لیکن وزن تھا۔ غلام سرور نے اسے ایک ایسی جگہ بنایا جہاں قلم کو خوف سے نہیں، ذمہ داری سے چلایا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ 'سنگم' نے قاری کو محض معلومات نہیں دیں بلکہ اسے زبان کے ساتھ جینے کا سلیقہ سکھایا۔ یہ اخبار اپنے قاری سے مطالبہ نہیں کرتا تھا، بلکہ اسے شریکِ فکر بناتا تھا۔

یوں 'سنگم' ایک اخبار سے بڑھ کر ایک علامت بن گیا اس بات کی علامت کہ اگر نیت صاف ہو، فکر زندہ ہو اور زبان سے محبت سچی ہو تو کاغذ پر چھپے الفاظ بھی سماج کی سمت بدل سکتے ہیں۔ غلام سرور نے 'سنگم' کے ذریعے یہی ثابت کیا۔

اور یاد رکھیں کہ سیاست اگر صرف اقتدار کا نام ہو تو وہ جلد یا بدیر انسان سے کٹ جاتی ہے، اور سماج اگر زبان سے محروم ہو جائے تو وہ اپنے دکھ خود بھی پہچان نہیں پاتا۔ غلام سرور نے سیاست، سماج اور اردو کے رشتے کو اسی گہرے تناظر میں سمجھا۔ ان کے نزدیک سیاست نعروں کی ترتیب نہیں تھی بلکہ سماج کے اندر بہتے ہوئے سوالات کا شعوری اظہار تھی، اور اردو اس اظہار کا وہ فطری وسیلہ تھی جس میں انسان اپنی پوری سچائی کے ساتھ بول سکتا ہے۔ انہوں نے زبان کو سیاست کا تابع نہیں بنایا، بلکہ سیاست کو زبان کے اخلاقی دائرے میں رکھنے کی کوشش کی۔ غلام سرور کی فکر میں سماج ایک ہجوم نہیں بلکہ زندہ انسانوں کا مجموعہ تھا ایسے انسان جو تاریخ، تہذیب اور حالات کے دباؤ میں اپنی شناخت تلاش کر رہے ہوتے ہیں۔ انہوں نے سیاست کو اسی تلاش سے جوڑا۔ ان کی سوچ میں کوئی بھی سیاسی موقف اس وقت تک معتبر نہیں ہو سکتا تھا جب تک وہ سماج کے اندر موجود انسان کی عزتِ نفس کو تسلیم نہ کرے۔ اردو یہاں محض اظہار کا ذریعہ نہیں رہی، بلکہ ایک اخلاقی کسوٹی بن گئی، جس پر سیاسی رویّوں کو پرکھا جاتا تھا۔

غلام سرور اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ جب زبان کمزور کی جاتی ہے تو دراصل سماج کو بے زبان کیا جاتا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اردو کو صرف ثقافتی ورثہ سمجھ کر محفوظ کرنے کے بجائے اسے موجودہ وقت کے سوالات سے جوڑے رکھا۔ ان کے یہاں اردو ماضی کی یاد نہیں بلکہ حال کا شعور اور مستقبل کی ذمہ داری تھی۔ انہوں نے سیاست کو اسی شعور کے ساتھ برتنے کی کوشش کی، جہاں طاقت کے فیصلے زبان کے وقار کو مجروح نہ کریں اور سماج کی تہذیبی سانس برقرار رہے۔ ان کی فکری ہم آہنگی کا خاص پہلو یہ تھا کہ وہ کسی ایک دائرے میں قید نہیں رہے۔ سماج، سیاست اور زبان یہ تینوں ان کے یہاں الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی سلسلے کی کڑیاں تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ اگر سیاست سماج سے کٹ جائے تو وہ جبر بن جاتی ہے، اور اگر سماج زبان سے دور ہو جائے تو وہ بے سمت ہو جاتا ہے۔ اردو ان دونوں کے درمیان ایک ایسا پل تھی جس پر چل کر بات دلیل تک پہنچتی تھی اور اختلاف شائستگی میں بدل جاتا تھا۔

یوں غلام سرور کی فکر کسی مخصوص نظریے کی قید میں نہیں بلکہ ایک وسیع انسانی دائرے میں سانس لیتی ہے۔ ان کے نزدیک اصل کامیابی یہ نہیں تھی کہ کون اقتدار میں ہے، بلکہ یہ تھی کہ سماج اپنے وجود کو کتنی سچائی کے ساتھ سمجھ پا رہا ہے۔ اردو اس سمجھ کا ذریعہ بنی، اور سیاست اس فہم کا امتحان۔ غلام سرور نے ان تینوں کو ایک ہی فکری لڑی میں پرو کر ایک ایسا نمونہ پیش کیا جو آج بھی سوچنے والوں کے لیے راستہ دکھاتا ہے۔

مجھے لگتا ہے کچھ شخصیات اپنی آواز سے نہیں بلکہ اپنی موجودگی سے پہچانی جاتی ہیں۔ غلام سرور بھی انہی میں سے تھے۔ ان کی شخصیت میں کوئی اضافی پن نہیں تھا نہ انداز میں، نہ گفتار میں، نہ طرزِ فکر میں۔ وہ خود کو پیش کرنے کے قائل نہیں تھے، بلکہ کام کو بولنے دیتے تھے۔ ان کے رویّے میں ایک قدرتی سادگی تھی جو بناوٹ سے پاک اور تصنع سے آزاد تھی۔ یہی سادگی آہستہ آہستہ وقار میں ڈھل جاتی تھی، اور وقار ان کی شناخت بن جاتا تھا۔ غلام سرور کے یہاں فکر کا بہاؤ اندر سے باہر کی طرف تھا۔ وہ پہلے سوچتے تھے، پھر بولتے تھے، اور اکثر خاموش رہ کر بھی بہت کچھ کہہ جاتے تھے۔ ان کی خاموشی میں الجھن نہیں بلکہ ترتیب تھی۔ وہ جلد نتیجہ اخذ کرنے کے بجائے معاملے کو وقت دیتے تھے، اور یہی تحمل ان کی شخصیت کا سب سے نمایاں پہلو تھا۔ ان کے نزدیک دانش مندی کا مطلب سب کچھ کہہ دینا نہیں تھا، بلکہ یہ جاننا تھا کہ کہاں رک جانا ہے۔

ان کی شخصیت میں ایک نرمی تھی جو کمزوری نہیں بنتی تھی، اور ایک سختی تھی جو تلخی میں نہیں بدلتی تھی۔ وہ اختلاف کو دشمنی نہیں سمجھتے تھے، اور تنوع کو خطرہ نہیں مانتے تھے۔ اسی لیے ان کے گرد رہنے والے لوگ خود کو سنا ہوا محسوس کرتے تھے، نہ کہ زیرِاثر۔ غلام سرور کسی پر اپنی رائے مسلط نہیں کرتے تھے، بلکہ سوچ کا دروازہ کھول دیتے تھے اور یہی اصل قیادت ہوتی ہے۔ ان کی فکری بلندی کسی دعوے کی محتاج نہیں تھی۔ وہ خود کو مرکز میں رکھنے کے بجائے اصول کو مرکز بناتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی ذات وقت کے ساتھ بڑی ہوتی چلی گئی، بغیر شور، بغیر تشہیر۔ ان کا وقار کسی منصب سے نہیں آیا، بلکہ مسلسل فکری دیانت سے تشکیل پایا۔

یوں غلام سرور کی شخصیت ایک مکمل دائرہ بن جاتی ہے جہاں فکر خاموش ہے مگر گہری، مزاج سادہ ہے مگر باوقار، اور موجودگی کم لفظوں میں بھی مکمل محسوس ہوتی ہے۔ وہ اپنے پیچھے کوئی ہلچل نہیں چھوڑ گئے، بلکہ ایک ٹھہرا ہوا اثر چھوڑ گئے اور یہی اثر دراصل اصل میراث ہوتا ہے۔

الغرض! غلام سرور اردو کے اس شعوری سفر کا نام ہیں جہاں زبان محض اظہار نہیں بلکہ ذمہ داری بن جاتی ہے۔ انہوں نے اردو صحافت کو وقار، تہذیب اور فکری سنجیدگی عطا کی اور اسے سطحیت سے نکال کر شعور کی سطح تک پہنچایا۔ ان کی کاوشوں میں ادارہ محض ادارہ نہیں رہا بلکہ ایک فکری علامت بنا، اور سیاست محض عمل نہیں بلکہ اخلاقی سوال۔ غلام سرور کی فکر میں اردو، سماج اور انسان ایک دوسرے سے جڑے ہوئے نظر آتے ہیں، جہاں زبان عزت پاتی ہے اور اختلاف شائستگی میں ڈھل جاتا ہے۔ ان کی شخصیت سادگی، خاموشی اور فکری بلندی کا ایسا امتزاج تھی جو بغیر شور کے اپنا اثر چھوڑ جاتا ہے۔ یوں غلام سرور کا ورثہ لفظوں میں نہیں، بلکہ اس شعور میں محفوظ ہے جو آج بھی اردو سے وابستہ سنجیدہ ذہنوں کو راستہ دکھاتا ہے۔

نعت رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

ٹھیک ہے قرطاس خامہ ٹھیک ہے
نعت کا مطلع بھی ابھرا ٹھیک ہے

چھوڑ دو چارہ گری چارہ گرو
عشق میں بیمار رہنا ٹھیک ہے
میں کہ عاصی ہوں مگر ان کا ہوں میں
میری بخشش کا حوالہ ٹھیک ہے
مصطفی سے جڑ کے رہنا عمر بھر
سارے رشتوں میں یہ رشتہ ٹھیک ہے

کوئی بتلائے ذرا کیا بزم میں
رقص کر کے نعت پڑھنا ٹھیک ہے؟

مصطفی زندہ ہیں اپنی قبر میں
اہل سنت کا عقیدہ ٹھیک ہے

اتباع مصطفی کرتے رہو
راستہ حق کا ہے سیدھا ٹھیک ہے

جو بھی ہے ان سے گریزاں وہ غلط
چاہنے والا نبی کا ٹھیک ہے

نعت یہ سن کر کہا احباب نے
واہ وا راحت کا لہجہ ٹھیک ہے
از راحت انجم (ممبئی)
-9892020938

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

اسلامی تعلیم وتربیت دنیا وآخرت کی کامیابی

بقلم محمد عادل ارریاوی

محترم قارئین تعلیم و تربیت انسانی زندگی کی تعمیر و تشکیل میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے کسی بھی قوم کی فکری اخلاقی اور تہذیبی ترقی کادار و مدار اس کے نظامِ تعلیم پر ہوتا ہے اگر تعلیم صحیح اقدار اور مضبوط اخلاقی بنیادوں پر قائم ہو تو معاشرہ ترقی کے ساتھ ساتھ کردار کی بلندی بھی حاصل کرتا ہے لیکن اگر تعلیم محض مادی فائدے تک محدود ہو جائے تو اس کے منفی اثرات ظاہر ہونے لگتے ہیں زیرِ نظر مضمون میں تعلیم و تربیت کی اہمیت دینی و دنیوی تعلیم کا فرق اور اسلامی نقطۂ نظر سے علم کی افادیت کو واضح کیا گیا ہے۔ تعلیم و تربیت کی اہمیت کو ہر قوم اور ہر معاشرہ تسلیم کرتا ہے خواہ وہ دینی تعلیم ہو یا دنیوی بلاشبہ تعلیم کسی بھی حال میں فائدے سے خالی نہیں ہوتی لیکن دنیوی تعلیم کے ثمرات عموماً اسی دنیا تک محدود رہتے ہیں آج کے دور میں یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ محض دنیوی تعلیم حاصل کرنے والے افراد مختلف قسم کی اخلاقی برائیوں میں مبتلا نظر آتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ جس رفتار سے دنیاوی ترقی ہو رہی ہے اسی تیزی سے اخلاقی زوال بھی بڑھ رہا ہے بلکہ بعض اوقات ان برائیوں کو ہی ترقی کا نام دے دیا جاتا ہے علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے بہت پہلے مغربی طرزِ تعلیم کے نقصانات کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے اسفار کے دوران قوم کے نوجوانوں کو اس سے خبردار کیا تھا۔

انسانی معاشرے میں فرد کو عزت و وقار اور بلند مرتبہ عطا کرنے میں نظامِ تعلیم و تربیت کا کردار ہمیشہ بنیادی رہا ہے تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ نظام مختلف صورتوں اور اندازوں کے ساتھ انسانی اجتماعیت اور تمدن کا حصہ بنتا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ علم کی قدر و منزلت سے واقف ہوتے ہیں وہ اس بات کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں کہ ان کے گھرانے اور معاشرے کے افراد علم سے وابستہ ہوں تہذیبی و ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ لیں اور اخلاقی و سماجی تعلیمات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں تاکہ وہ اپنے ذاتی معاملات معاشرتی زندگی اور حتیٰ کہ عالمی سطح پر بھی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی نبھا سکیں یہ حقیقت ناقابلِ انکار ہے کہ ایک صالح اور مثالی انسانی معاشرہ صرف علم ہی کے ذریعے تشکیل پا سکتا ہے علم ہی دلوں کو اخلاقی خوبیوں سے آراستہ کرتا ہے برائیوں سے پاک کرتا ہے اور زندگی کو حسنِ اخلاق سے سنوارتا ہے یہی علم انسانی اقدار کی حفاظت کرتا اور ان کی قدر و قیمت میں اضافہ کرتا ہے اسلامی طرزِ زندگی کی بلند

عمارت بھی ابتدا ہی سے علم کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہے اخلاق و کردار اور اسلامی سیرت و سلوک کا اصل سرچشمہ بھی علم ہی ہے یہی علم ایک ایسا جامع اور ممتاز نظامِ حیات تشکیل دیتا ہے جس کے اثرات ہر سمت پھیلے ہوئے ہیں جس کی برکتیں عام ہیں اور جو انسانیت کے باغ کو اپنے شیریں چشمے سے ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھتا ہے یہ چشمہ کبھی خشک ہونے والا نہیں اور نہ ہی اس کے فیض میں کمی آنے والی ہے

اسلام نے علم کی مختلف صورتوں کو انسان کی پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کرنے انہیں نکھارنے اور تعمیر و ترقی کی راہ پر لگانے کا ذریعہ قرار دیا ہے تاکہ ایمان و یقین کے سائے میں ایک نئی تہذیب اور ثقافت کی تعمیر ممکن ہو سکے اسلامی تہذیب و ثقافت زندگی کے مادی اور معنوی تمام تقاضوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اور انسان کی فکری نفسیاتی اور اعتقادی ضروریات کی مکمل کفالت کرتی ہے یہ تہذیب اپنی بے پایاں رحمتوں کے ذریعے زندگی کو بامقصد بناتی ہے جس کا محور انسان کی تعمیر اور دنیا کی فلاح و خوشحالی کے لیے جدوجہد ہے اسلامی زندگی کا اولین مقصد ہر زمانے اور ہر خطے میں ایمان امن بھائی چارے محبت اور اخوت کے جذبات کو فروغ دینا اور ایسی فضا قائم کرنا ہے جہاں انسانی اقدار کو بالادستی حاصل ہو محبت و الفت کے نغمے گونجیں اور انسان دوستی و امن پسندی کو فروغ ملے۔ علم زندگی بھر حاصل کرو غور کیجیے ایک جگہ حضرت مولانا سعید الرحمن اعظمی مدظلہ العالی نے نہایت فصیح و بلیغ انداز میں اسلامی نظریۂ تعلیم و تربیت کو واضح فرمایا ہے اب تعلیم و تربیت کے متعلق احادیثِ مبارکہ پیش خدمت ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے یہاں علم سے مراد بنیادی طور پر دینی علم ہے نہ کہ صرف عصری علوم دینی علم کے ذریعے اخلاقی اقدار بلند ہوتی ہیں معاشرے میں اصلاح آتی ہے اور ملک میں امن وسکون قائم ہوتا ہے۔ ماں کی گود سے لے کر قبر تک علم حاصل کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی علم کا سفر شروع ہو جاتا ہے اور زندگی کے آخری لمحے تک جاری رہتا ہے بدقسمتی سے آج یہ تصور عام ہو چکا ہے کہ علم حاصل کرنا صرف بچوں کا کام ہے حالانکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں ایسے بے شمار افراد تھے جنھوں نے مختلف عمروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں تشریف لے گئے تو وہاں دو حلقے قائم تھے ایک حلقہ علم سیکھنے اور سکھانے والوں کا تھا اور دوسرا حلقہ ذکر واذکار اور تلاوت میں مشغول افراد کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تحسین فرمائی مگر خود علم کے حلقے میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا إِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس سے علم کی عظمت اور اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے اسی طرح اولاد کی درست تربیت بھی نہایت ضروری ہے کوئی باپ اپنی اولاد کو اچھے اخلاق سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دے سکتا لہٰذا ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ خود بھی دینی علم حاصل کریں اور اپنی اولاد کی اسلامی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیں اللہ ربّ العزت ہمیں اپنے احکام پر خلوص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین

الجامعۃ الشافعیہ موربہ میں قرآنی سعادت کا تاریخی دن

پیش کش۔
مفتی انیس الرحمٰن حنفی رضوی

بہرائچ شریف استاذ و ناظم تعلیمات جامعہ خوشتر رضائے فاطمہ گرلس اسکول سوار ضلع رامپوریوپی

اللہ رب العزت کا بے پایاں شکر واحسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسے مبارک اور نورانی مناظر دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی، جن سے دل ایمان افروز مسرت سے لبریز ہو جاتا ہے۔ بدھ کے روز ضلع رائے گڑھ (مہاراشٹرا) کے معروف دینی ادارے الجامعۃ الشافعیہ، مقام پوسٹ موربہ، تعلقہ مانگاؤں میں ایک نہایت خوش کن اور قابلِ فخر واقعہ پیش آیا، جب دو خوش نصیب طلبۂ کرام نے ایک ہی نشست میں قرآن کریم مکمل سنا کر علمِ قرآن اور حفظِ قرآن کی عظیم روایت کو زندہ کر دیا۔ اس بابرکت سعادت سے سرفراز ہونے والے طلبہ ہیں حافظ محمد مبارک ابنِ فرموز عالم (مقام دھوم ٹولہ، ضلع کٹیہار، بہار)

اور حافظ محمد فیض رضا (مقام بائیسی، ضلع پورنیہ، بہار) شامل ہیں، جنھوں نے نہایت حسنِ قراءت، مضبوط حفظ اور کامل یکسوئی کے ساتھ ایک نشست میں مکمل قرآنِ پاک سنا کر اساتذہ، سرپرستوں اور اہلِ علاقہ کے دل جیت لیے۔ یہ عظیم کامیابی درحقیقت ان طلبہ کی شب و روز کی محنت، لگن اور اخلاص کا ثمرہ ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ اساتذۂ کرام کی انتھک جدوجہد، خلوص اور تربیتی بصیرت کا منہ بولتا ثبوت بھی ہے۔ بالخصوصحضرت مولانا محسن صاحب قبلہ برکاتی (پرنسپل جامعہ ہذا)، حضرت مولانا جوہر القادری صاحب (نائب پرنسپل جامعہ ہذا)، حضرت حافظ و قاری عبدالحمید صاحب قبلہ قادری (مدرس شعبۂ حفظ)، حضرت حافظ و قاری محمد عارف رضا قادری (مدرس شعبۂ حفظ)، اور حضرت حافظ و قاری عمران رضا (مدرس شعبۂ حفظ) کی مخلصانہ محنتیں، دعائیں اور قرآنی خدمات اس کامیابی میں نمایاں طور پر شامل ہیں۔

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ الجامعۃ الشافعیہ جیسے دینی ادارے آج کے پُرفتن دور میں بھی قرآنِ مجید کی تعلیم، حفظ اور اشاعت کا فریضہ نہایت احسن انداز میں انجام دے رہے ہیں، اور امتِ مسلمہ کو ایسے باعمل، صاحبِ قرآن افراد عطا کر رہے ہیں جو کل دین وملت کا سرمایہ ثابت ہوں گے۔ ہم اس مبارک موقع پر طلبۂ کرام، ان کے والدین، اساتذۂ حفظ اور انتظامیہ جامعہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں، اور بارگاہِ الٰہی میں دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان حفاظِ کرام کو قرآن کا سچا خادم بنائے، ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے، اور الجامعۃ الشافعیہ کو مزید ترقی، قبولیت اور فیضانِ قرآن کا مرکز بنائے۔
آمین یارب العالمین

تین روزہ عرس حافظ روشن شاہ 19 جنوری سے

امام احمد رضا کانفرنس، نعتیہ مشاعرہ اور دستار بندی کی تقریبات منعقد ہوگی

پریس ریلیز
نیپال اردو ٹائمز

سنت کبیر نگر
(اخلاق احمد نظامی)

ریاست اترپردیش میں بزرگوں کے کئی بڑے آستانے ہیں جن سے گہری عقیدت صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ ہندو، سکھ اور عیسائی سمیت دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو بھی ہے۔ انہی آستانوں میں ایک آستانہ ضلع سنت کبیر نگر کے تاریخی قصبہ امرڈوبھا میں واقع حضرت حافظ روشن علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ اس آستانے کے زیرِ اہتمام ہر برس تاریخ قمری کے مطابق 1 شعبان المعظم تا 3 شعبان المعظم تک ہوتا ہے۔ اس برس تاریخ شمسی کے مطابق 19 جنوری 2026 تا 21 جنوری 2026 تک ہوگا۔ تین روزہ عرس کی تیاریاں عروج پر ہیں اور خانقاہ روشن شاہ علیہ الرحمہ انتظامیہ کی طرف سے انتظامات کو بہتر بنانے کی کوششیں جاری ہیں۔ خاص کر عرس کے موقع پر

ہجوم کو پرسکون اور بغیر کسی شور شرابہ کے تقریب کو ختم کرانے کی پہلی ترجیح ہے۔ اس سلسلے میں عرس انتظامیہ کی ایک جائزہ میٹنگ جامع مسجد روشن شاہ میں منعقد ہوئی جس میں عرس کمیٹی کے سربراہ و دارالعلوم قطبیہ اہلسنت روشن العلوم امرڈوبھا کے پرنسپل قاری نثار احمد نظامی نے بتایا کہ عرس کی تقریبات تین دنوں تک ہوتی ہے جس میں ہر دن الگ الگ تقریب انجام پاتی ہے نیز عرس کے آغاز سے اختتام تک ملک اور بیرون ملک کے ہزاروں عقیدت مند وحاجت مند پہنچتے ہیں اور آستانے پر حاضری دیکر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں انہوں نے عرس کے تقریبات کی مکمل تفصیلات فراہم کرتے ہوئے بتایا کہ 19 جنوری بروز سوموار کو عرس کا آغاز بعد نماز فجر قرآن خوانی، بعد نمازِ ظہر چادر و گل پوشی اور قل شریف سے ہوگا تاہم بعد نماز عشاء امام اعظم کانفرنس منعقد ہوگی جس میں، مولانا فرقان احمد منظری بریلی شریف، مولانا امام علی رضوی شیخ الحدیث، مولانا حیدر علی اشرفی مولانا مفتی اقبال احمد مصباحی، مولانا محمد عمر نظامی ممبئی اور مولانا زاہد علی نظامی بارہ بنکی کی آمد ہوگی مولانا محمد ہارون علیمی نظامت کریں گے جبکہ عالمی شہرت یافتہ نعت خواں احمد رضا نوری میاں ممبئی سمیت دیگر شعراء و نعت خواں بارگاہ نبوی میں منظوم خراج عقیدت پیش کریں گے

دوسرے دن 20 جنوری بروز منگل کو بعد نماز فجر قرآن خوانی، بعد نماز ظہر چادر و گل پوشی نیز قل شریف کی رسم ادا کی جائے گی تاہم بعد نماز عشاء آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ منعقد ہوگا جس میں فضیلتہ الشیخ مولانا مفتی کمال احمد علیمی نظامی دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی کا خصوصی خطاب ہوگا اس کے بعد شاعر اسلام قاری محمد علی فیضی براؤں شریف، طاہر رضا رامپوری، علی رضا فیضی کچھوچھہ شریف، کلیم دانش کانپوری، نفیس نظامی بستی ساحل چشتی، غلام غوث رضوی، یوسف آرزو، کمال اختر بستوی، نور احمد نور سنت کبیر نگر، قمرالدین، ندیم اسماعیلی کوثر اشرفی اور قاری کرامت علی آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ میں اپنا اپنا کلام پیش کریں گے تیسرے اور آخری دن 21 جنوری بروز بدھ بعد نماز فجر قرآن خوانی، بعد نماز ظہر چادر و گاگر کا جلوس برآمد ہوگا نیز مزار پاک پر چادر و گل پوشی ہوگی اور قل شریف کی رسم ادا کی جائے گی بعد نمازِ عشاء جلسہ دستار بندی کے تحت پروگرام منعقد ہوگا جس میں اولاد رسول مولانا سید الحاج سید انیس اشرف بسکھاری کچھوچھہ شریف، آل رسول مولانا سید کلیم اشرف کانپور، آل رسول مولانا سید عزیز اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ شریف اور مولانا مفتی محمد ساجد علی مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی آمد ہوگی تاہم علماء و مشائخ کی موجودگی میں عالمی خطیب آل رسول مولانا سید محمد امین القادری نگراں سنی دعوت اسلامی مالیگاؤں مہاراشٹر کا خصوصی خطاب ہوگا اس موقع پر درجنوں شعراء و نعت خواں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کریں دریں اثناء دارالعلوم اہلسنت قطبیہ اہلسنت روشن العلوم سے فارغ ہونے والے درجنوں حفاظ و قراء کے سروں پر علماء و مشائخ خصوصاً سید زادوں کے مقدس ہاتھوں سے دستار باندھی جائے گا اور سند سے نوازا جائے گا آخر میں مختلف حلقوں میں دینی و ملی خدمات انجام دینے والے علماء و مشائخ کو ایوارڈ سے نوازا جائے گا فجر کی نماز سے قبل صلوۃ و سلام اور ملک و ملت کے فلاح و بہبودی کی دعا کے ساتھ ساری تقریبات اختتام پذیر ہوگی

وہاٹشپ نمبرات برائے رابطہ
+918795979383۔
+9779817619786
+91 7398 208 053

عرس سید سالار مسعود غازی و حضور مظہر شعیب الاولیاء و حضور چشتی میاں علیہم الرحمہ بحسن وخوبی اختتام پذیر

الحمدللہ ثم الحمدللہ 18 رجب المرجب 1447ھ بمطابق 8 جنوری 2026ء کو قرب سنی جامع مسجد مدرسہ شمس النساء شبلی نگر ممبرا تھانہ ممبئی میں نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء شہزادۂ حضور چشتی میاں حضرت حافظ و قاری علامہ مولانا محمد افسر علوی قادری چشتی صاحب قبلہ چیف ایڈیٹر مجلہ پیام شعیب الاولیاء براؤں شریف کی سرپرستی میں عرس سید سالار مسعود غازی و حضور مظہر شعیب الاولیاء و حضور چشتی میاں علیہم الرحمہ کے نام سے ایک بابرکت محفل کا انعقاد کیا گیا اور اس مبارک محفل کی نگرانی نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء شہزادۂ حضور چشتی میاں حضرت حافظ و قاری محمد ارشد علوی قادری چشتی صاحب قبلہ بانی و متہم مدرسہ شمس النساء شبلی نگر نے فرمائی، محفل کی افتتاح حافظ مبارک حسین صاحب نے و رتل القرآن ترتیلا کے مدنظر قرآن مجید و فرقان حمید کی تلاوت بے بہا سے اپنے آپ کو مشرف کر کے اور سامعین کو اس کے فیوض وبرکات سے مالامال کرتے ہوئے فرمائی، بعدہ حافظ مبارک و حافظ خورشید نے نہایت ہی والہانہ اور عقیدت مندانہ لب و لہجہ میں نعت رسول ﷺ پیش کیا اور اپنی زمزمہ ریزی سے دلوں کے کائنات میں عشق رسول ﷺ کا چراغاں کیا۔ پھر خلیفہ شیخ الاسلام و خلیفہ اجمل العلماء و خلیفہ اشرف ملت حضرت علامہ مولانا جمال احمد صدیقی اشرفی صاحب قبلہ بانی و متہم دارالعلوم مخدوم سمنانی شل پھاٹا ممبرا نے اپنے ناصحانہ و مصلحانہ فکر انگیز اور نصیحت آمیز خطاب سے لوگوں کو لطف اندوز کیا، تقریر کیا تھی بالکل ساون بھادوں کی بارش تھی جو پیاسی زمین کو سرسبز و شاداب کر رہی تھی اور موصوف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں عقائد حقہ کو واضح کیا۔

اور حضور مظہر شعیب الاولیاء کی سوانح حیات پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ حضور مظہر شعیب الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات عالم سنیت میں محتاج تعارف نہیں، آپ کی زندگی کتاب و سنّت کی پیروی، علم و عمل میں موافقت، آخرت کی دنیا پر ترجیح کا مظہر تھی، آپ کے شب و روز کے معمولات میں شب بیداری، سوز و گداز، قیامُ اللیل، سجودِ محبت و خشیت، ذکرِ الٰہی، تلاوتِ قرآن، تفکر و تدبر، توبہ و استغفار نظر آرہا تھا، آپ کے قلبی اعمال میں محاسبۂ اعمال، اخلاص وللہیت، صبر وشکر، توکل علی اللہ، توحیدِ کامل، تسلیم و رضا، فقر و قناعت، زہد و ورع، فکرِ آخرت، محبت و رضائے الٰہی، خیر خواہی، احترامِ مسلم، کے روشن پہلو موجود تھے، آپ کے قول و فعل میں نرم دمِ گفتگو، گرم دمِ جستجو کا ظہور تھا۔ سرکار حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کا نسب مبارک سلطان الشہداء حضرت سید سالار مسعود غازی علیہ الرحمہ کے چچا حضرت سید سالار سیف الدین سرخرو علیہ الرحمہ سے انیسویں پشت میں مل جاتا ہے اس طرح سے یہاں ہم لوگ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم و مشائخ بہرائچ و مشائخ براؤں شریف کے فیوض وبرکات سے مالامال ہو رہے ہیں۔ پھر نعت و منقبت کے اشعار حضرت مولانا علاء الدین نقشبندی نے نہایت ہی والہانہ انداز میں پیش فرمائی

پھر خطیب ہر دلعزیز حضرت علامہ مولانا مفتی جعفر علی صاحب قبلہ استاد دارالعلوم فیض سبحانی نے بہت عمدہ بیان کیا اور سرکار حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے تعلق سے فرمایا کہ جس کو اگر مجھ سے نسبت چاہتے ہے تو میری ذات کو نہیں، میرے عمل کو اپنائے؛ نماز، تقویٰ، اور اخلاق کو مضبوط کرے۔ حضرت مظہرِ شعیبُ الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ بظاہر دنیا سے رخصت ہو گئے، مگر ان کا فیض آج بھی زندہ ہے، ان کی تعلیم آج بھی جاری ہے، اور ان کا ذکر آج بھی دلوں کو زندہ کر رہا ہے۔ پھر اخیر میں نعت ومنقبت کے اشعار

حافظ و قاری طلحہ و حافظ توصیف نے بہت ہی خوبصورت انداز میں پیش کیا۔ اخیر میں حضرت علامہ مولانا محمد تقی یارعلوی فیضی صاحب قبلہ نے حضور مظہر شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے حیات مبارکہ کے مختلف گوشوں پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عارف باللہ شمس العارفین قدوۃ السالکین حضور مظہر شعیب الاولیاء حضرت محمد صدیق احمد علوی قادری چشتی المعروف خلیفہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہمہ جہت شخصیت تھی۔ آپ کے اعمالِ صالحہ، اخلاقِ حسنہ، خصائلِ جمیلہ اور اوصافِ حمیدہ ایسے تھے جنھیں دیکھ کر قرآن پاک کی صداقت پر ایمان تازہ ہو جاتا ہے، آپ کی سیرت کو ایک نظر دیکھیں تو ایمان کے درخت پر اعمالِ صالحہ کی شاخیں جھومتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ اور صحیح معنوں میں آپ سرکار حضور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے مظہر ہیں اخیر میں فرمایا کہ ممبرا کی سرزمین پر نبیرۂ شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء حافظ و قاری محمد ارشد علوی قادری چشتی صاحب قبلہ نے اپنے دادا کے عرس کے موقع پر یہ محفل انعقاد کر کے اپنے جد امجد و اکابر و اسلاف کی یاد تازہ کر رہے ہیں، جنھوں نے اپنے عمل و کردار سے دینِ اسلام کی شمع کو روشن کیا۔ بعد ہدیہ درود و سلام حضرت علامہ مولانا تقی احمد یار علوی کی رقت انگیز دعا پر محفل کا اختتام ہوا، اس مبارک محفل میں حضرت مولانا محمد افضل حسین علیمی استاد دارالعلوم فیض سبحانی، جمیل احمد انصاری، عالمگیر یارعلوی، مطیع اللہ، عبد الرحیم انصاری، امن منصوری، ریحان منصوری، محمد نعمان، بیت اللہ وغیرہ شریک ہوئے اور فیضان سیدی سالار مسعود غازی و شعیب الاولیاء و مظہر شعیب الاولیاء سے مالامال ہوئے نظامت کے فرائض مولانا نسیم رضا صدیقی فیضی صدر المدرسین دارالعلوم مخدوم سمنانی شل پھاٹا ممبرا نے نہایت ہی بحسن وخوبی انجام دیا۔

ادبی تنظیم "بزم عزیز" کے زیر اہتمام ماہانہ طرحی نشست

بارہ بنکی۔(ابوشحمہ انصاری) بزم عزیز کی ماہانہ طرحی نشست بزم کے صدر الحاج نصیر انصاری کے مکان پر منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت ضمیر فیضی رام نگری نے کی۔ نظامت کے فرائض ھزیل لعل پوری نے بخوبی ادا کیے۔ نشست میں مہمانانِ خصوصی کے طور پر عظیم مشائخی اور نفیس بارہ بنکوی موجود رہے۔

مصرع طرح "کاش پوچھیں وہ کبھی تیری تمنا کیا ہے" پر تمام شعرائے کرام نے اپنی۔ اپنی بہترین غزلیں پیش کی۔ پسند کیے جانے والے اشعار نزر قارئین ہیں۔

اے خُداتُو ہی بتااس میں کچھ ایسا کیا ہے
جو سمجھ پایانہ انسان کہ دُنیا کیا ہے
الحاج نصیر انصاری

ہم سمندر کا جگر چیر دیا کرتے ہیں
پھر ہمارے لیے بہتا ہوا دریا کیا ہے
ضمیر فیضی رام نگری

بس اِسی آس میں رہتا ہوں کھڑا اُن کے حضور
کاش وہ پوچھیں کبھی تیری تمنا کیا ہے
عظیم مشائخی

اب سروں پر نہیں دستاروں پہ ہے اُس کی نگاہ
صاف ظاہر ہے ستمگر کا ارادہ کیا ہے
ھزیل لعل پوری

بس یہی سوچ کے اب تک نہیں چھوڑا تُجھ کو
جسم سے جان نکل جائے تو بچتا کیا ہے
ماسٹر عرفان بارہ بنکوی

مانگ لوں بنگا میں اُسی وقت اُنہیں سے اُن کو
جب وہ پوچھیں گے بتا تیری تمنا کیا ہے
ڈاکٹر ریحان علوی

بےگناہوں کا یہاں خون بہانے والے
تم نے دہشت کے سوا اور کمایا کیا ہے
نفیس بارہ بنکوی

تُم بڑے لوگ ہو تُم مخملی بستر ڈھونڈو
میں توفٹ پاتھ پہ سو جاؤں نگا میرا کیا ہے
حافظ اثر سیدن پوری

ہندو مسلم کو لڑاتے ہو کیوں آپس میں
مذہبی باتوں سے اُکسانے میں رکھا کیا ہے
آدرش بارہ بنکوی

یاد اللہ کو کر چین سے سوتا کیا ہے
آتی جاتی ہوئی سانسوں کا بھروسہ کیا ہے
مجیب ردولوی

سنگ کو موم نہ کردے تو محبت کیسی
دِل کے اندر نہ اُتر جائے تو جذبہ کیا ہے
بشر مسولوی

بن بتائے ہی سمجھ جاؤں نجومی ہُوں کیا
وہ بتائے تو کبھی اُسکا اِرادہ کیا ہے
لطیف بارہ بنکوی

ماں کے پہلو میں جو ملتا ہے مزہ سونے کا
سامنے اُسکے دری اور غلیچہ کیا ہے
عارف شہاب پوری

چومے جبرائیل نے یوں ہی نہیں تلوے اُن کے
اُن کو معلوم تھا سرکار کا رتبہ کیا ہے
سرور کنتوری

راہِ اُلفت میں یہی سوچ کے رکھا ہے قدم
دیکھنا یہ ہے کہ اِس راہ میں رکھا کیا ہے
شمس زکریاوی

جن کی اولاد نہیں رہتی مسلسل گھر میں
اُن کے ماں باپ سے پوچھو کہ بڑھاپا کیا ہے
کیف بڑیلوی

حُسن کے اُن کے جو تعریف کبھی کی میں نے
ہنس کے کہنے لگے تم نے ابھی دیکھا کیا ہے
طالب اعلیٰ پوری

یہ ہوس ہے جو بنا دیتی ہے ظالم ورنہ
جانتے ہیں سبھی مظلوم سے لڑنا کیا ہے
انور ستر کھی

اِن کے علاوہ صبا جہانگیر آبادی نے بھی اپنا طرحی کلام پیش کیا۔ بزم کے صدر الحاج نصیر انصاری نے تمام شعرائے کرام اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔

اور اعلان کیا کہ اگلی نشست مصرع طرح "ایک وعدہ کبھی وفا کرتے" وفا قافیہ اور ردیف کرتے پر ہوگی۔

شب معراج: قرب الٰہی کی بے مثال داستان

محمد علی شیر قادری نظامی
سکونت: روضہ شریف، مہوتری نیپال

بس ایک پلک جھپکی معراج ہوئی پوری
،اس صاحب رفعت کی رفتار کو کیا کہیے

سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعۂ معراج وہ بے مثال معجزہ ہے جس میں زمین کی حدیں ٹوٹ گئیں، آسمانوں کے پردے اٹھ گئے اور عبدِ کامل ﷺ کو قربِ الٰہی کا وہ مقام عطا ہوا جو کسی اور مخلوق کے حصے میں نہ آیا۔ معراج نہ صرف حضور ﷺ کی عظمت و رفعت کا مظہر ہے بلکہ یہ عبدیت، نورانیت اور مظہریت کا وہ جامع اظہار ہے جو قیامت تک اہلِ ایمان کے لیے ہدایت اور یقین کا سرچشمہ رہے گا۔ واقعۂ معراج بعثت کے دسویں یا گیارہویں سال پیش آیا، جب ظاہری اسباب کے اعتبار سے مشکلات اپنے عروج پر تھیں۔ عامُ الحزن کے اس دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو غمِ زمین سے اٹھا کر آسمانوں کی وسعتوں میں بلا لیا، تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ رب کی نگاہِ کرم ہو تو اندھیرے بھی اجالوں میں بدل جاتے ہیں۔ معراج کے ذریعے: حضور ﷺ کی تسلی فرمائی گئی آپ کی شانِ عبدیت کو بلند ترین مقام پر ظاہر کیا گیا امت کو نماز جیسی عظیم عبادت عطا ہوئی عالمِ بالا میں سیادتِ مصطفیٰ ﷺ کا اعلان ہوا قرآنِ کریم نے معراج کا ذکر یوں فرمایا: سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا (سورۂ بنی اسرائیل:1)

یہاں "عبدہٖ" کا لفظ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اللہ تک رسائی کا اعلیٰ ترین درجہ عبدیت ہے، اور حضور ﷺ عبدیت کے کامل ترین مظہر ہیں۔ حضور ﷺ سراپا نور ہیں اور معراج کی رات یہی نور زمان و مکان کی حدوں سے ماورا ہو گیا۔ قربِ الٰہی کے اس مقام پر پہنچ کر بھی ادب، توازن اور عبدیت میں ذرہ برابر کمی نہ آئی: مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (سورۂ النجم:17)

جب حضور ﷺ کو براق پر سوار کر کے مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ کی طرف لے جایا گیا تو راستے میں چند مقدس مقامات پر سواری رکی، جہاں آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ یہ مقامات انبیائے کرام کی نسبت سے غیر معمولی تقدس رکھتے ہیں: مدینہ منورہ جہاں بعد میں ہجرت نصیب ہوئی اور اسلامی ریاست قائم ہوئی۔ طورِ سینا جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام فرمایا۔ بیت لحم (فلسطین) جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ ان مقامات پر نماز ادا فرما کر حضور ﷺ نے یہ اعلان فرما دیا کہ آپ ﷺ تمام انبیائے سابقین کی تعلیمات کے وارث اور ان کی رسالتوں کے جامع ہیں۔ مسجدِ اقصیٰ میں: براق کو حلقۂ انبیاء میں باندھا گیا تمام انبیائے کرام علیہم السلام جمع ہوئے حضور ﷺ نے امامت فرمائی یہ امامت آپ ﷺ کی سیادتِ انبیاء کا عملی اعلان تھی۔ بیت المقدس سے معراج کا سفر آسمانوں کی طرف شروع ہوا۔ ساتوں آسمانوں پر درج ذیل انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی: پہلا آسمان: حضرت آدم علیہ السلام دوسرا آسمان: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام تیسرا آسمان: حضرت یوسف علیہ السلام چوتھا آسمان: حضرت ادریس علیہ السلام پانچواں آسمان: حضرت ہارون علیہ السلام چھٹا آسمان: حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتواں آسمان: حضرت ابراہیم علیہ السلام (بیت المعمور کے پاس)

یوں سات آسمانوں پر آٹھ جلیل القدر انبیائے کرام سے ملاقات ہوئی، جن سب نے حضور ﷺ کی رسالت، عظمت اور امامت کو تسلیم کیا۔

ساتویں آسمان سے آگے سدرۃ المنتہیٰ کا مقام آیا، جہاں جبرئیل امین رک گئے اور حضور ﷺ تنہا اس مقام تک پہنچے جہاں: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (سورۂ النجم: 9) یہ وہ مقام ہے جہاں عبد اور معبود کے درمیان قرب کی وہ حد قائم ہوئی جس کا ادراک الفاظ سے باہر ہے۔

معراج کی شب حضور ﷺ کو جنت، دوزخ، فرشتوں کی عبادت، مختلف گناہوں کے عذابات، بیت المعمور، لوح و قلم کے مشاہدات کرائے گئے۔ اسی سفر میں امت کو نماز کا تحفہ عطا ہوا، جو ہر مومن کے لیے روزانہ کی معراج ہے۔ واقعۂ معراج اس حقیقت کا اعلان ہے کہ: عبدیت بلندی کی کنجی ہے نورانیت قرب کا ذریعہ ہے اور مصطفیٰ ﷺ تمام انبیاء کے امام اور تمام انسانیت کے رہبر ہیں

یہ واقعہ ایمان کو جلا، عبادت کو روح اور زندگی کو مقصد عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں معراج کے پیغام کو سمجھنے، نماز کو معراجِ مومن بنانے اور حضور نبی کریم ﷺ کی سچی محبت نصیب فرمائے۔ آمین

خادم علم وتدریس: مدرسہ اقبالیہ برکاتیہ، لوہارپٹی

فتنۂ خوارج، شیعیت، تفضیلیت اور یزیدیت پر ایک تبصرہ

فتنۂ خوارج، شیعیت، تفضیلیت اور یزیدیت تاریخِ اسلام میں ہمیشہ سے آزمائش کا سبب رہے ہیں، مگر ہر دور میں اہلِ حق نے علم، حلم اور حکمت کے ساتھ ان فتنوں کا مقابلہ کیا ہے۔ افسوس کہ ہمارے زمانے میں علمی کمزوری، جذباتی پن اور سستی شہرت کی خواہش نے ان پرانے فتنوں کو ایک نئی زندگی عطا کر دی ہے۔ خاص طور پر مسئلۂ تفضیلِ شیخین، مقامِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والدِ گرامی کے حوالے سے جو بے احتیاط اور اشتعال انگیز گفتگو شروع ہوئی، اس نے اختلاف کو علمی دائرے سے نکال کر عوامی انتشار میں بدل دیا۔

پڑوسی ممالک میں جب یہ فتنہ شدت اختیار کر گیا تو جدید ذرائع ابلاغ، بالخصوص سوشل میڈیا، نے اسے سرحدوں کا محتاج نہ رہنے دیا۔ یورپ، امریکہ اور پھر ہمارے وطن تک اس کی بازگشت سنائی دینے لگی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عام مسلمان، جو نہ ان باریکیوں سے واقف تھا اور نہ اس کا اہل، باہم الجھنے لگا۔ فرقہ وارانہ شناختیں مضبوط ہوئیں اور دینی اخوت کمزور پڑتی چلی گئی۔

یہ صورتِ حال اسلافِ امت کے طریقۂ کار کے بالکل برعکس ہے۔ ہمارے اکابر نے ہمیشہ اس اصول کو پیشِ نظر رکھا کہ ہر اختلاف کو عوامی مناظرہ اور تماشہ نہ بنایا جائے۔ وہ جانتے تھے کہ بعض فتنوں کا علاج جواب نہیں بلکہ اعراض ہے، اور بعض زبانوں کا علاج خاموشی۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ اگر کوئی نادان طعن و تشنیع کرے تو اس کے ساتھ الجھنا اس کی تقویت کا سبب بنتا ہے، اور اگر کوئی شخص گالی دے تو حلم و وقار کے ساتھ گزر جانا ہی اصل کامیابی ہے۔

آج کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ علمی گفتگو بھی سوشل میڈیا کے دنگل میں لا کھڑی کی گئی ہے، جہاں نہ ادب باقی رہتا ہے، نہ حدود، اور نہ نیتوں کی صفائی۔ چند لمحوں کی مقبولیت، لائکس اور فالوورز کی خاطر ایسے حساس مسائل کو اچھالا جا رہا ہے جن پر اسلاف صدیوں تک نہایت احتیاط سے گفتگو کرتے رہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں شہرت کے پجاری اور فتنہ پرور عناصر ایک دوسرے کے مددگار بن جاتے ہیں، ایک بولتا ہے تو دوسرا رد کے نام پر اس کی تشہیر کر دیتا ہے۔

ان تمام فتنوں کے سدِّباب کا واحد مؤثر راستہ وہی ہے جو اہلِ سنت کے امام، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ العزیز نے متعین فرمایا۔ انہوں نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اہلِ بیتِ اطہار کے فضائل و مراتب کو نہایت توازن، عدل اور نصوصِ شرعیہ کی روشنی میں بیان فرمایا، نہ افراط کا شکار ہوئے اور نہ تفریط کا۔ ان کے اختیار کردہ الفاظ محض الفاظ نہیں بلکہ ایک مکمل منہج ہیں، جن سے انحراف امت کو فتنوں کے دہانے پر لا کھڑا کرتا ہے۔

بالخصوص یزید پلید کے باب میں اعلیٰ حضرت نے جو محتاط، منضبط اور فیصلہ کن اسلوب اختیار فرمایا، وہی اہلِ سنت کا معتمد موقف ہے۔ اس باب میں غیر ضروری بحث، الفاظ کی ہیر پھیر یا جذباتی نعروں سے نہ صرف اختلاف بڑھتا ہے بلکہ مخالفین کو الزام تراشی کا موقع بھی ملتا ہے۔ اس لیے یہاں خاموشی، اعتدال اور اکابر کے طے کردہ الفاظ پر التزام ہی سلامتی کی راہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر تفضیلیت اور دیگر خرافات کا سامنا حکمت، صبر اور اعراض کے ساتھ کیا جاتا تو یہ فتنے خود بخود دم توڑ دیتے۔ مگر ہر دور میں کچھ جلد باز اور میدان کے لٹیرے ایسے رہے ہیں جو ہر آواز کا جواب دینا اپنی کامیابی سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ نادانستہ طور پر فتنوں کو غذا فراہم کر رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمیں ضرورت ہے کہ ہم رد و قدح کے شوق سے نکل کر اسلاف کے منہج کو اختیار کریں، علم کو جذبات پر مقدم رکھیں اور امت کے اتحاد کو اپنی ذاتی مقبولیت پر قربان نہ کریں۔

آخر میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ فتنوں کا مقابلہ چیخ و پکار، مناظروں اور دنگل سے نہیں ہوتا، بلکہ علم، حکمت، خاموشی اور اکابر کی پیروی سے ہوتا ہے۔ جو ان اصولوں کو تھام لے گا وہ خود بھی محفوظ رہے گا اور دوسروں کے لیے بھی باعثِ اطمینان و سلامتی بنے گا۔

محمد شفیق الرحمن مصباحی عزیزی
ہالینڈ

خوشبو پروین کی شاعری: روایت، تخلیقیت اور احساسات کا سنگم

تحریر: ابوشحمہ انصاری
سعادت گنج، بارہ بنکی

اردو شاعری کی سرزمین ہمیشہ ایسی آوازوں کی متلاشی رہی ہے جو روایت کے احترام کے ساتھ نئی معنویت، تازہ احساس اور عصری شعور کو ہم آہنگ کر سکیں۔ ایسے ہی تخلیقی منظرنامے میں خوشبو پروین کی شاعری ایک الگ پہچان کے ساتھ سامنے آتی ہے، جہاں لفظ محض اظہار نہیں بلکہ احساس کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ان کی تخلیقات میں جذبوں کی سچائی، فکری گہرائی اور فنی شعور اس طرح باہم پیوست نظر آتے ہیں کہ قاری خود کو محض قاری نہیں بلکہ شریکِ احساس محسوس کرتا ہے۔

ادبی سفر کے اسی ابتدائی مرحلے میں خوشبو پروین نے یہ واضح کر دیا کہ وہ روایت کی محض پیروکار نہیں بلکہ اس روایت میں نئی سانس پھونکنے کا ہنر بھی جانتی ہیں۔ 30 نومبر 1993 کو مونگیر میں پیدا ہونے والی خوشبو پروین کی شخصیت پر ان کے گھریلو اور تعلیمی ماحول کے گہرے اثرات نمایاں ہیں۔ والد محمد نظام الدین قریشی اور والدہ روشن خاتون کی توجہ، تربیت اور تعلیم سے رغبت نے ان کے اندر مطالعے، تفکر اور تخلیق کا وہ ذوق پیدا کیا جو آگے چل کر شاعری کی صورت میں ڈھلتا گیا۔

تعلیم کے میدان میں خوشبو پروین کی سنجیدگی اور محنت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ میٹرک میں گولڈ میڈل حاصل کرنے سے لے کر یونیورسٹی آف حیدرآباد میں ایم فل تک اور پھر یونیورسٹی آف دہلی میں "اردو رباعی: فن اور امکانات" جیسے اہم موضوع پر پی ایچ ڈی کی تکمیل، یہ سب ان کے علمی شوق اور تحقیقی بصیرت کی روشن مثالیں ہیں۔ رباعی جیسی مختصر مگر گہری صنف کو موضوعِ تحقیق بنانا خود اس بات کا اعلان ہے کہ خوشبو پروین روایت کو دہرانے کے بجائے اس کے امکانات کو نئے زاویے سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ کم عمری ہی میں اردو کلاسیکی ادب سے شغف نے خوشبو پروین کے اندر شاعری کا چراغ روشن کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا پہلا مجموعۂ رباعیات "خوشبو کی آواز" (نومبر 2018) محض ایک کتاب نہیں بلکہ ان کے فکری اور فنی سفر کی پہلی مضبوط دستک ثابت ہوا۔ اس مجموعے میں رباعی کی کلاسیکی ساخت کے اندر عصری شعور، نسائی احساس اور سماجی سچائی پوری قوت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔

رباعیات میں خوشبو پروین کی آواز بے باک بھی ہے اور باوقار بھی۔ ان کے یہاں احتجاج بھی ہے اور خودداری بھی۔ ایک نظر ان کی رباعیات پر ڈالیں تو یہ کیفیت نمایاں ہو جاتی ہے:

قدم قدم پہ ہو جائے گا پھر میرا انکار شروع
گھر سے نکلی تو آنکھوں کا ہوتا ہے بازار شروع
آخر دم تک مرد نے رشتہ کاروباری رکھا
نقد جہیز لیا تھا لیکن مہر ادھاری رکھا
بس تم کو بازار کی رونق راس آتی ہے
میں گھر کو بازار بنا دوں، کیا کہتے ہو

ان رباعیوں میں زندگی کی تلخ حقیقتیں، نسائی شعور اور سماجی منافقت پر گہری ضرب صاف محسوس کی جا سکتی ہے۔ خوشبو پروین رباعی کو محض فنی مشق نہیں بناتیں بلکہ اسے فکری اور احتجاجی اظہار کا ایک موثر وسیلہ بنا دیتی ہیں۔

نومبر 2023 میں شائع ہونے والا غزلوں کا مجموعہ "جانِ شوریدہ" خوشبو پروین کے تخلیقی سفر کا ایک اور اہم سنگِ میل ہے۔ اس مجموعے میں غزل کی روایت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے، مگر ساتھ ہی احساسات کی تازگی اور موضوعات کی وسعت بھی نمایاں ہے۔ عشق، ہجر، ذات کی کشمکش اور سماجی حقیقتیں ان کی غزلوں میں ایک نئے رنگ اور نئے لہجے کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہیں۔ غزل میں خوشبو پروین کا نسائی لہجہ کمزور یا محتاط نہیں بلکہ پُراعتماد اور توانا ہے۔ ان اشعار میں یہی کیفیت پوری شدت کے ساتھ جھلکتی ہے:

میں دھمکیوں بھرا پنجہ مروڑ سکتی ہوں
مجھے بھی حق ہے کہ میں تجھ کو چھوڑ سکتی ہوں
کسی کی بدتمیزی پر تمانچہ جڑ بھی سکتی ہے
جو لڑکی دکھ بیاں کرتی ہے، اک دن لڑ بھی سکتی ہے
جینا تنگ ہوا تو شہرِ دل سے ہجرت کر سکتی ہوں
جتنا پیار کیا ہے اس سے بڑھ کر ہجرت کر سکتی ہوں

یہ اشعار محض جذبات کا بیان نہیں بلکہ عورت کے شعور، خود مختاری اور فیصلہ کن قوت کا اعلان ہیں۔ یہاں خوشبو پروین روایت کے دائرے میں رہتے ہوئے بغاوت کی شائستہ زبان وضع کرتی نظر آتی ہیں۔

غزل کے فنی حسن اور جمالیاتی پہلوؤں کو بھی خوشبو پروین نے نہایت لطیف انداز میں برتا ہے۔ ان اشعار میں تخیل، موسیقیت اور احساس کی ہم آہنگی قابلِ توجہ ہے:

حاجت ہی نہیں داد کی محرابِ بدن کو
انگڑائی ابھی لذتِ زنجیر میں گم ہے
اب اور کسی لمس کے چھڑکاؤ کی حاجت
واللہ معطر ہوں میں خود اپنے بدن میں
رانجھا بنا پھرتا ہے کوئی ہیر میں گم ہے
ہر شخص یہاں خواب کی تعبیر میں گم ہے
اس نے لکھا تصویر پہ میری بادل سے نکلا آدھا چاند
آدھا چہرہ کھلا ہوا ہے، آدھے پر ہیں گیسو آئے

یہاں خوشبو پروین کی تخلیقی قوت پوری نزاکت کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے، جہاں لفظ خوشبو بن کر قاری کے احساس میں سرایت کر جاتا ہے۔

تنقیدی میدان میں خوشبو پروین کی کتاب "بیانِ رباعی" (2024) ان کی سنجیدہ علمی کاوش کا ثبوت ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے رباعی کی تاریخ، فنی ساخت، موضوعاتی تنوع اور جدید امکانات پر نہایت مدلل گفتگو کی ہے۔ یہ کام محض تحقیق نہیں بلکہ رباعی کے فن سے ان کی فکری وابستگی کا آئینہ دار ہے۔

ادبی خدمات کے اعتراف میں خوشبو پروین کو سبھدرا کماری چوہان ایوارڈ اور مولانا اسمعیل میرٹھی ایوارڈ جیسے اعزازات سے نوازا جانا اس حقیقت کی دلیل ہے کہ ان کا کام محض تخلیقی ہی نہیں بلکہ ادبی منظرنامے میں معتبر بھی ہے۔

مجموعی طور پر خوشبو پروین کی شاعری روایت اور جدت کے سنگم پر کھڑی ایک مضبوط اور باوقار آواز ہے۔ ان کے یہاں احساس کی صداقت، فکر کی گہرائی اور اظہار کی خوبصورتی اس طرح یکجا ہو جاتی ہے کہ قاری متاثر ہونے کے ساتھ سوچنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ خوشبو پروین کا تخلیقی سفر ابھی جاری ہے اور ان کے فن میں مزید وسعت، گہرائی اور نکھار کے امکانات روشن ہیں۔ اردو ادب کو ان سے ایسی تخلیقات کی امید ہے جو روایت کی پاسداری کے ساتھ نئے عہد کی معتبر آواز بھی بن سکیں۔

مضمون نگار آل انڈیا مائناریٹیز فورم فار ڈیموکریسی کے شعبۂ نشر و اشاعت کے سیکریٹری ہیں۔

کالم نگار اپنے مضامین کو دلائل و براہین سے مزین کر کے ہی ارسال کریں، اپنی نگارشات و مضامین ہمارے وہاٹسپ ارسال کریں مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں۔

ایڈیٹر کو حسب ضرورت ترمیم کا حق ہوگا

+918795979383 -+9779817619786 +91 7398 208 053

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

عدالتی ناانصافی اور اظہار خیال کی آزادی پر پابندی!

ابو خالد

برطانیہ کے مشہور مفکر جان اسٹوارٹ مل نے لکھا تھا کہ تاخیر سے دیا گیا انصاف دراصل ناانصافی ہی ہے، ہمارے ملک میں آج بھی انگریزوں کا نافذ کیا گیا نظام عدل جاری ہے، آزادی کے تقریبا80 سال مکمل ہونے جارہے ہیں لیکن ہندوستان میں آج تک ایک بھی ایسا وزیر اعظم پیدا نہیں ہوا جو دنیا کے قدیم ترین نظام عدل جو کہ ہندوستانی ہی ہے کو نافذ کرنے کی کوشش کرتا، اس کا نتیجہ بد ہے کہ آج ہندوستان کی عدالتوں میں پانچ کروڑ سے زائد مقدمات زیر التوا ہیں، جو انصاف چند دنوں میں مل جانا چاہیے، اسے ملنے میں 3030 اور 4040 سال بلکہ اس سے زیادہ بھی لگ جاتے ہیں، کئی معاملوں میں تو جج، وکیل اور مدعی سب مرجاتے ہیں، کئی لوگ برسہا برس جیل میں سڑتے رہتے ہیں اور جب ان کا فیصلہ آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے گناہ تھے آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ایسا اس لیے بھی ہوتا ہے کہ بیچارے جج کیا کریں؟ ایک ہی دن میں وہ کتنے مقدمے سنیں، ملک کی عدالتوں میں ابھی بھی ہزاروں عہدے خالی پڑے ہیں، لاء کمیشن کا کہنا ہے کہ ہندوستان میں ابھی تقریبا 20 ہزار جج ہیں، ان کی تعداد 2 لاکھ ہونی چاہیے، اتنے ججوں کی ضرورت ہی نہیں ہوگی، اگر لاء کمیشن کی فکر ٹھیک ہو جائے، اسے پتہ ہی نہیں ہے کہ ہمارا پورا عدالتی نظام آنکھ بند کرکے چل رہا ہے، اگر ہندوستان کی عدالتیں ہندوستانی زبانوں میں بحث اور فیصلے کرنے لگے تو فیصلے بھی بہت جلد ہوں گے اور 20 30 ہزار جج ہی ہندوستان کے لیے کافی ہونگے، ہندوستان میں 18 لاکھ وکیل ہیں وہ کم نہیں پڑیں گے، اگر عدالتوں میں ہندوستانی زبانیں چلیں گی تو مؤکلوں کو بحث اور فیصلوں کو سمجھنا بھی آسان ہوگا اور ان کی دھوکہ دہی بھی کم ہوگی لیکن یہ انقلابی تبدیلی لانے کی ہمت کون کرسکتا ہے؟ وہی لیڈر کر سکتا ہے جو احساس کمتری کا شکار نہ ہو اور جس کے پاس ہندوستان کو سوپر پاور بنانے کا ویژن ہو، اگر آزاد ہندوستان میں ہمارے پاس ایسے کوئی بڑے لیڈر ہوتے تو یہاں کا عدالتی نظام کب کا سدھر جاتا لیکن ہمارے زیادہ تر لیڈر تو بیوروکریٹس کی غلامی کرتے ہیں، یہ غلامی خفیہ اور غیر مرئی ہے، عوام کو یہ بات آسانی سے معلوم نہیں ہوتی، لیڈروں کو بھی یہ فطری معلوم ہوتا ہے اگر وہ بھی یہ سمجھ جاتے تو کیا ہندوستان کی پارلیمنٹ اب بھی اپنی بنیادی قوانین، انگریزی میں بناتی اور پاس کرتی، جو ممالک انگریزوں کے غلام نہیں رہے اگر آپ ان پر نظر ڈالیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ اپنے قانون اپنی زبان میں ہی بناتے ہیں، اس لیے ان کے عوام کو فراہم کیا جانے والا انصاف، سستا، قابل رسائی اور بروقت ہوتا ہے، وہاں انصاف کی فراہمی میں مشکلات کا سامنا نہیں ہوتا، نہ جانے ہندوستان میں وہ دن کب آئے گا؟ ہندوستان کی جدید سیاسی تاریخ میں عمر خالد کا نام اس عدالتی جبر اور سیاسی انتقام کا استعارہ بن چکا ہے جو وطن عزیز کی جمہوری روح کو جھلسارہا ہے، تہاڑ جیل کی کال کوٹھری میں گزرنے والے 1825 سے زائد ایام اس آئین کی پامالی کے نوحے ہیں، جس نے ہر شہری کو حیات و آزادی کی ضمانت دی تھی، ستمبر 2020 سے لے کر آج یعنی 2026 کے آغاز تک، عمر خالد کو بغیر کسی ثابت شدہ جرم کے سلاخوں کے پیچھے رکھنا اس تلخ حقیقت کو بے نقاب کرتا ہے کہ اب یہاں قانون کا راج نہیں بلکہ راج کا قانون رائج ہو چکا ہے، یہ ایک ایسا المیہ ہے جہاں ضمانت کو ایک رعایت کے طور پر دیکھا جارہا ہے اور جیل کو ایک مستقل سزا بنادیا گیا ہے، حالانکہ ابھی ٹرائل کا باقاعدہ آغاز تک نہیں ہوا، پھر ضمانت نہ دینے کا مطلب کیا ہے؟ بین الاقوامی افق پر اس معاملے نے جو ارتعاش پیدا کیا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ اب ہندوستان کے داخلی معاملات میں انسانی حقوق کی پامالی کو عالمی سطح پر نظر انداز کرنا ناممکن ہو گیا ہے، 30 دسمبر 2025 کو 8 امریکی ڈیموکریٹک قانون سازوں جن میں جم میک گورن، جیمی راسکن، پرمیلا جے پال اور راشدہ طالب جیسے بلند آہنگ نام شامل ہیں، نے ہندوستان کے سفیر ونئے موہن کواترا کو جو مکتوب لکھا وہ صرف ایک سفارتی خط نہیں بلکہ ہندوستان کے نظام عدل پر ایک تازیانہ ہے، ان عالمی رہنماؤں نے دوٹوک الفاظ میں باور کرایا کہ یو اے پی اے (UAPA) جیسے سخت قوانین کا استعمال سیاسی مخالفین کی آواز دبانے کے لئے کرنا کسی بھی مہذب جمہوریت کو زیب نہیں دیتا، نیویارک کے میئر زہران ممدانی کا عمر خالد کو ذاتی خط لکھنا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ نوجوان اب عالمی سطح پر تسلیم کیا جاچکا ہے، دوسری جانب حکمراں جماعت بی جے پی کا رد عمل اخلاقی دیوالیہ پن کی انتہا ہے، اس عالمی تشویش کو راہل گاندھی کی بیرون ملک ملاقاتوں یا کسی بین الاقوامی سازش سے جوڑنا دراصل حقائق سے فرار کی ایک بھونڈی کوشش ہے، پردیپ بھنڈاری جیسے سیاست دانوں کا یہ واویلا کہ ملک کو بدنام کیا جارہا ہے، اس وقت مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے، جب خود ملک کے اندر عدالتی عمل سست روی کا شکار ہو، دہلی پولیس کے دعوے کے مطابق اگر ثبوت اتنے ہی پختہ ہیں تو پھر پانچ سال تک ٹرائل شروع کیوں نہیں ہوسکا؟ تاخیر کی وجہ کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یو اے پی اے کی دفعات کو ایک ایسے آہنی پنجرے کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے جس کی چابی انتظامیہ نے اپنے پاس رکھی ہوئی ہے اور عدلیہ محض تماشائی بنی ہوئی ہے، 31 اکتوبر 2025 کو سپریم کورٹ میں ہونے والی سماعت کا بے نتیجہ رہنا، اس مایوسی میں مزید اضافہ کرتا ہے جو انصاف کے متلاشی خاندانوں کا مقدر بن چکی ہے، سپریم کورٹ میں اپنے بیٹے کی ضمانت مسترد ہونے پر مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے عمر خالد کے والد ڈاکٹر قاسم رسول الیاس نے کہا کہ فوجداری نظام انصاف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سپریم کورٹ نے ملزمین میں فرق کیا ہے، اس نے انہیں دو مختلف گروپس میں بانٹا ہے، حالانکہ ان سبھی کے خلاف درج ہونے والا کیس ایک ہی ہے، پھر فیصلہ الگ الگ کیوں؟ آئی اے این ایس سے بات چیت میں ڈاکٹر قاسم رسول الیاس نے سات ملزمین کو دو زمروں میں بانٹ کر منطق پر سوال اٹھایا، انہوں نے کہا کہ دہلی پولیس نے تو اس کیس میں کوئی تفریق نہیں برتی، عمر خالد اور شرجیل امام کو نظریاتی آرکیٹیکٹ قرار دیا گیا جبکہ دیگر کو ان کے ماننے والے بتایا گیا، تاہم ایسا دعوی دہلی پولیس کی چارج شیٹ میں نہیں کیا گیا، سپریم کورٹ نے پیر کے دن عمر خالد اور شرجیل امام کو ضمانت دینے سے انکار کر دیا تھا اور دیگر پانچ ملزمین گلفشاں فاطمہ، میراں حیدر، شفاء الرحمن، محمد سلیم خان اور شاداب احمد کو مشروط ضمانت منظور کی تھی، قاسم رسول الیاس نے اپنے بیٹے عمر خالد کا پرزور دفاع کیا جو پانچ سال سے جیل میں بند ہے، انہوں نے کہا کہ ان کے بیٹے کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے کیونکہ فسادات کے وقت وہ نہ تو دہلی میں تھا اور نہ ہی اس نے ایسی کوئی بات کہی تھی جس کی وجہ سے فرقہ وارانہ بے چینی پھیلی ہو، عمر نے شہریت ترمیمی قانون اور این آر سی کے خلاف احتجاج کیا تھا، ہر شہری اور ہر ایک کو یہ سوال پوچھنا چاہیے کہ آیا جمہوریت میں اسے اختلاف رائے کا حق نہیں ہے۔

گزشتہ سال ستمبر میں ایک شخص کو مقدمہ چلائے بغیر غیر معینہ مدت تک حراست میں رکھنے پر سپریم کورٹ نے مہاراشٹر حکومت کی سخت سرزنش کی تھی، سریندر گڈلنگ کی درخواست ضمانت کی سماعت کے دوران سپریم کورٹ نے ریاست سے سوال کیا تھا کہ آپ مقدمہ چلائے بغیر کسی کو کب تک اور کتنے دنوں تک جیل میں رکھ سکتے ہیں؟ جسٹس جے کے مہیشوری اور جسٹس وجے بشنوئی پر مشتمل بینچ نے مقدمہ چلائے بغیر طویل عرصے تک لوگوں کو جیل میں رکھنے پر سخت تشویش کا اظہار کیا تھا، انھوں نے سوال کیا کہ مقدمہ میں تاخیر کی آخر کیا وجہ ہے؟ عدالت کو بتایا گیا تھا کہ زیر غور کیس 2016 میں سورج گڑھ میں آتش زنی سے تعلق رکھتا ہے، سینئر وکیل آنند گروور، انسانی حقوق کے وکیل سریندر گڈلنگ کی طرف سے عدالت میں پیش ہوئے اور عدالت کو بتایا کہ ان کا مؤکل زائد از 6 سال سے سلاخوں کے پیچھے ہے، سورج گڑھ کیس میں وہ ابھی بھی جیل میں ہے، عدالت کو بتایا گیا کہ مقدمہ کی کاروائی کو الزامات وضع کرنے کے مرحلے پر روک دیا گیا ہے، اس کیس میں جون 2019 میں چارج شیٹ داخل کی گئی تھی گروور نے دونوں کیسز کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ان کے مؤکل نے کورے گاؤں بھیما کیس میں زیر دریافت قیدی کی حیثیت سے جیل میں سات سال گزارے ہیں، انہوں نے کہا کہ بنیادی یہ حقائق یہ ہیں کہ درخواست گزار ایک وکیل ہیں وہ بے حد کامیاب وکیل رہے ہیں اور یہ بات بڑی غیر معمولی اور افسوسناک ہے کہ کسی وکیل کو اس طرح کے کیس میں قید رکھا جائے، جبکہ قومی تحقیقاتی ایجنسی ان کے کیس کی تحقیقات کررہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے عمر خالد اور شرجیل امام کے معاملے میں حکومت سے یہ سوال کیوں نہیں کیا کہ مقدمہ چلائے بغیر آپ کسی کو کتنے سال جیل میں رکھ سکتے ہیں؟ اور کیوں انھیں جیل میں رکھا جائے؟ اعداد و شمار کی زبان میں بات کی جائے تو صورتحال مزید بھیانک نظر آتی ہے، ملک میں اظہار خیال کی آزادی پر جس طرح کے منظم اور خطرناک حملوں کے واقعات سامنے آئے ہیں وہ نہ صرف آئینی اقدار کے لیے لمحہ فکریہ ہیں بلکہ جمہوری نظام پر بھی سنگین سوالات کھڑے کرتے ہیں، فری اسپیچ کلیکٹو کی 2025 کی رپورٹ کے مطابق ہندوستان میں اظہار رائے پر حملوں کی تعداد 14875 تک جا پہنچی ہے۔ جب ایک ہی سال میں 8 صحافی قتل کردیے جائیں، 117 افراد کو محض اختلاف رائے پر پابند سلاسل کردیا جائے اور ہزاروں سوشل میڈیا اکاؤنٹس کو سینسرشپ کی بھینٹ چڑھا دیا جائے تو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کا دعوی کھوکھلا محسوس ہونے لگتا ہے، رپورٹرز وِدآؤٹ بارڈر اور ہیومن رائٹس واچ کی حالیہ رپورٹیں چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ ہندوستان میں صحافت کا دم گھوٹا جارہا ہے اور غیر ملکیوں کے لیے بنائے گئے نئے ضوابط (میگریشن اینڈ فارنرز آرڈر 2025) دراصل دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کا ایک نیا حربہ ہے۔ سینکڑوں گرفتاریاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اختلافی آوازوں کے لئے فضا تیزی سے تنگ کی جارہی ہے، حالانکہ ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں اظہار خیال کی آزادی کو آئینی تحفظ حاصل ہے، باوجود اس کے گزشتہ سال کے اعداد و شمار اس حق پر سنگین سوالات کھڑے کرتے ہیں، اظہار خیال کی آزادی سے متعلق معاملات کی نگرانی کرنے والی تنظیم فری اسپیچ کلیکٹو کی تازہ رپورٹ میں جس طرح کے اعداد و شمار پیش کیے گئے ہیں یہ محض اعداد نہیں بلکہ جمہوریت کے اس بنیادی ستون کی کمزوری کا کھلا اعتراف ہے، جس کے بغیر کسی بھی جمہوری نظام کا تصور ممکن نہیں ہے۔ یہ واقعات محض انفرادی جرائم نہیں بلکہ صحافت اور آزادیٔ رائے پر منظم دباؤ کی علامت ہے، فری اسپیچ کلیکٹو نے کہا ہے کہ اظہار رائے سے متعلق 40 حملوں میں سے 33 صحافیوں کو نشانہ بنایا گیا، جبکہ ہراسانی کے 19 میں سے 14 واقعات بھی صحافیوں سے جڑے تھے، اسکے علاوہ صحافیوں کو دھمکیاں دیے جانے کے 12 واقعات بھی رپورٹ میں درج ہیں، تنظیم کے مطابق گزشتہ سال کے دوران 117 گرفتاریاں عمل میں آئی، جن میں 8 صحافی شامل تھے، رپورٹ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ کشمیر کے عرفان معراج اور جھارکھنڈ کے روپیش کمار بدستور غیر قانونی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ (یو اے پی اے) کے تحت حراست میں ہیں، عرفان معراج مارچ 2023 سے اور روپیش کمار جولائی 2022 سے جیل میں ہیں، اپوزیشن جماعتیں ان اعداد و شمار کو محض اتفاق نہیں بلکہ ایک سیاسی طرز عمل قرار دے رہی ہیں، اپوزیشن رہنماؤں کے مطابق قانونی دفعات سنسرشپ اور گرفتاریوں کے ذریعے اختلافی آوازوں کو دبایا جارہا ہے، رپورٹ میں درج 208 مقدمات یعنی مخالفین کو ہراساں کرنے کے لیے قانونی کاروائیاں خدشات کو تقویت دیتے ہیں، اپوزیشن کا کہنا ہے کہ جب قانون خود خوف کی علامت بن جائے تو شہری آزادی محض کاغذی دعوی رہ جاتی ہے۔ اظہار خیال کی آزادی کے حقوق کے ماہرین کے مطابق اتنی بڑی تعداد میں سنسرشپ اور انٹرنیٹ کنٹرول کے واقعات کسی بھی جمہوری ملک کے لیے خطرے کی گھنٹی ہیں، فری اسپیچ کلیکٹو کی رپورٹ کے مطابق سال 2025 میں 11385 سنسر شپ کے واقعات اور 3 ہزار 70 انٹرنیٹ کنٹرول کے معاملات (جس میں انٹرنیٹ بندش اور موبائل ایپس بلاک کرنا شامل ہے) ریکارڈ کیے گئے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس طرح کے اقدامات معلومات کے آزاد بہاؤ کو روک کر عوامی مکالمے کو محدود کرتے ہیں، رپورٹ میں یہ بھی درج ہے کہ گجرات میں اظہار خیال کی آزادی کی سب سے زیادہ 108 خلاف ورزیاں ہوئیں، اس کے بعد اتر پردیش میں 83 اور کیرالہ میں 78 واقعات پیش آئے، یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ ریاستی سطح پر بھی آزادی اظہار کے تحفظ میں شدید عدم توازن پایا جاتا ہے، فری اسپیچ کلیکٹو نے تعلیمی اداروں میں سنگین سنسرشپ کے کم از کم 16 واقعات کی بھی نشاندہی کی ہے۔

رپورٹ میں ڈیجیٹل پرسنل ڈیٹا پروٹیکشن ایکٹ 2023 اور نومبر میں وضع کیے گئے اس کے قوانین پر بھی تشویش ظاہر کی گئی ہے، تنظیم کے مطابق یہ قوانین صحافت کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں اور حق معلومات کے قانون کو کمزور کرکے ہندوستان کے شفافیت کے نظام کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، ماہرین کا ماننا ہے کہ اگر معلومات تک رسائی محدود ہوئی تو احتساب کا پورا ڈھانچہ کمزور پڑ جائے گا، فری اسپیچ کلیکٹو کی رپورٹ کسی سیاسی بیان بازی کا حصہ نہیں بلکہ ایک دستاویزی حقیقت ہے جو یہ ثابت کرتی ہے کہ اظہار خیال کی آزادی ایک نازک موڑ پر کھڑی ہے، اپوزیشن کے خدشات ہوں یا ماہرین کی آراء دونوں اس بات پر متفق دکھائی دیتے ہیں کہ اگر یہ رجحان جاری رہا تو جمہوریت کا دائرہ سکڑ کر رہ جائے گا، عمر خالد کا مقدمہ صرف ایک فرد کی آزادی کا سوال نہیں ہے بلکہ یہ اس سوچ کے خلاف مزاحمت ہے، جو اختلاف کو غداری قرار دیتی ہے، کیا ہم ایک ایسے معاشرے کی طرف بڑھ رہے ہیں جہاں جے این یو جیسے تعلیمی اداروں سے اٹھنے والی سماجی انصاف کی آوازوں کو یو اے پی اے کی بھٹی میں جھونک دیا جائے گا؟ کیا عدلیہ اپنی اس تاریخی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوگی؟ جس کا مقصد کمزور کی طاقتور سے حفاظت کرنا ہے، آج اگر عمر خالد، شرجیل امام اور خالد سیفی جیسے کارکنان کو منصفانہ ٹرائل اور ضمانت کا حق نہیں ملتا ہے تو تاریخ یہ لکھنے پر مجبور ہوگی کہ 21 کیسویں صدی کے ہندوستان میں انصاف صرف طاقتور کی لونڈی بن کررہ گیا تھا، بین الاقوامی دباؤ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی دہائیاں اس وقت تک بے اثر رہیں گی جب تک ہندوستان کا اپنا ضمیر بیدار نہیں ہوتا، وقت آگیا ہے کہ حکومت اور ریاست سیاسی انتقام کی عینک اتار کر آئین کی روشنی میں فیصلے کرے، ورنہ یہ قید خانے صرف انسانوں کو نہیں بلکہ جمہوریت کے مستقبل کو بھی دفن کردیں گے۔

طاقت، امن اور مفاد کی سیاست: وینزویلا کے بعد دنیا کہاں کھڑی ہے؟

تحریر: یوسف شمسی
رابطہ: 9162216560

عالمی سیاست میں بعض واقعات ایسے ہوتے ہیں جو طاقتور رہنماؤں کے برسوں پرانے دعوؤں کو ایک لمحے میں بے نقاب کر دیتے ہیں۔ گزشتہ دنوں لاطینی امریکہ سے جڑی پیش رفت نے بھی کچھ ایسا ہی منظر پیش کیا، جب دنیا نے امن، مفاہمت اور جنگ سے گریز کے نعروں کے برعکس ایک بالکل مختلف حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ انہی حالات نے اس سوال کو جنم دیا کہ کیا عالمی امن کے دعوے محض سیاسی بیانیہ ہیں، یا واقعی ان کے پیچھے کوئی اخلاقی اصول بھی کارفرما ہوتے ہیں؟

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ طویل عرصے تک خود کو جنگوں کا مخالف اور دنیا میں امن قائم کرنے والا رہنما قرار دیتے رہے۔ وہ بارہا یہ دعویٰ کرتے رہے کہ ان کی پالیسیوں کے باعث کئی بڑی جنگیں ٹل دے دی گئیں اور اسی بنیاد پر وہ خود کو عالمی سطح پر امن کا علمبردار ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض مواقع پر انہیں نوبل انعامِ امن کے لیے موزوں قرار دینے کی باتیں بھی کی گئیں۔ تاہم حالیہ واقعات نے ان تمام دعوؤں پر سنجیدہ سوالات کھڑے کر دیے اور عالمی برادری کو چونکا دیا۔

لاطینی امریکہ کے ایک تیل سے مالا مال ملک میں ہونے والی اچانک اور غیر معمولی پیش رفت نے یہ واضح کر دیا کہ طاقت کی سیاست آج بھی عالمی فیصلوں پر حاوی ہے۔ ایک منتخب صدر اور ان کے خاندان سے متعلق سامنے آنے والی خبروں نے نہ صرف اس خطے بلکہ پوری دنیا میں تشویش کی لہر دوڑا دی۔ یہی وہ پس منظر ہے جس میں یہ مضمون تحریر کیا جارہا ہے، تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ موجودہ عالمی نظام میں امن، خود مختاری اور بین الاقوامی قوانین کی حقیقی حیثیت کیا رہ گئی ہے۔

اکیسویں صدی کی جنگیں اب صرف روایتی محاذوں تک محدود نہیں رہیں۔ معاشی پابندیاں، سفارتی تنہائی، داخلی سیاست میں مداخلت، میڈیا کے ذریعے بیانیہ سازی اور وسائل پر بالواسطہ کنٹرول جیسے طریقے جدید دور کی جنگی حکمتِ عملی بن چکے ہیں۔ وینزویلا جیسے ممالک، جو قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں، اسی لیے عالمی طاقتوں کی خاص توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں، جہاں سیاسی بحران محض داخلی مسئلہ نہیں رہتا بلکہ عالمی مفادات سے جڑ جاتا ہے۔

قدرتی وسائل، خصوصاً تیل، آج بھی عالمی سیاست کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں۔ جن ممالک کے پاس یہ وسائل وافر مقدار میں موجود ہیں، وہ یا تو عالمی طاقتوں کے قریبی اتحادی بن جاتے ہیں یا پھر دباؤ، پابندیوں اور مداخلت کا سامنا کرتے ہیں۔ اس تناظر میں وینزویلا کا معاملہ محض ایک ملک کی کہانی نہیں بلکہ ایک ایسی مثال ہے جو دنیا کے دیگر وسائل سے مالا مال ممالک کے لیے بھی لمحۂ فکریہ ہے۔

یہ معاملہ صرف لاطینی امریکہ تک محدود نہیں۔ جب کسی خطے میں طاقت کے ذریعے توازن بدلنے کی مثال قائم ہوتی ہے تو اس کے اثرات ہمسایہ ممالک اور دیگر خطوں تک پھیلتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لاطینی امریکہ کے ساتھ ساتھ ایشیا اور مشرقِ وسطیٰ میں بھی بے چینی پائی جاتی ہے۔ توانائی کے بڑے ذخائر رکھنے والے ممالک، خصوصاً ایران، اسی تناظر میں عالمی توجہ کا مرکز بنے ہوئے ہیں، جہاں پہلے ہی سیاسی دباؤ اور معاشی پابندیاں ایک مستقل حقیقت بن چکی ہیں۔

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ طاقتور ریاستیں اکثر اپنے مفادات کے لیے اصولوں کی نئی تشریحات گھڑ لیتی ہیں۔ بین الاقوامی قوانین کو کبھی انسانی حقوق، کبھی جمہوریت اور کبھی عالمی سلامتی کے نام پر موڑا جاتا ہے۔ اقوامِ متحدہ اور دیگر عالمی ادارے ایسے مواقع پر تشویش اور مذمت کا اظہار تو کرتے ہیں، مگر عملی سطح پر کمزور ممالک کے لیے تحفظ کی ضمانت کم ہی فراہم کر پاتے ہیں۔ نتیجتاً خود مختاری، عوامی مینڈیٹ اور قومی وقار جیسے تصورات محض بیانات اور قراردادوں تک محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔

ان حالات میں یہ مضمون اس بنیادی سوال کے گرد گھومتا ہے کہ اگر امن کے دعوے رکھنے والی طاقتیں بھی طاقت کے استعمال کو جائز سمجھنے لگیں، تو عالمی نظام کس سمت جارہا ہے؟ کیا دنیا ایک بار پھر اسی دور کی طرف لوٹ رہی ہے جہاں طاقت ہی حق کا تعین کرتی تھی؟ وینزویلا کے بعد اصل تشویش یہ نہیں کہ اگلا ہدف کون ہوگا، بلکہ یہ ہے کہ دنیا کب تک اس طرزِ سیاست کو قبول کرتی رہے گی، جہاں امن کے نعروں کے پیچھے طاقت، وسائل اور مفاد کی سیاست کارفرما ہو۔

شائع کردہ
علما فاؤنڈیشن نیپال
ہیڈ آفس دار الحکومت کاٹھمانڈو نیپال برانچ نول پراسی
لمبنی پردیش نیپال

Published By: Ulama Foundation Nepal, Bhairahwa, Rupandehi Lumbini Pradesh Nepal, Reg: 372860
Email:- weeklynepalurdutimes@gmail.com, Web site: www.nepalurdutimes.com, Contact:- +91 8795979383, +977 9817619786, +9779821442810

ڈیجیٹل عہد میں بچوں کی تربیت: مسائل،

تحریر:
محمد احمد رضا صدیقی قادری برکاتی
لہنہ شریف

انسانی معاشروں کی فکری و اخلاقی تعمیر کا اصل سرچشمہ ہمیشہ سے تربیت رہا ہے۔ تاریخ کے صفحات اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ جن اقوام نے اپنی نسلوں کی تربیت کو نظرانداز کیا، وہ وقتی ترقی کے باوجود دیرپا عروج حاصل نہ کر سکیں، اور جنھوں نے تعلیم کے ساتھ کردار سازی کو ترجیح دی، وہ رہنمائیِ عالم کا منصب حاصل کرتی رہیں۔

اکیسویں صدی میں دنیا ایک ایسے دور میں داخل ہو چکی ہے جہاں ڈیجیٹل انقلاب نے انسانی زندگی کے تمام گوشوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ آج کا بچہ آنکھ کھولتے ہی اسکرین سے جڑ جاتا ہے۔ اس کے خیالات، رجحانات، دلچسپیاں اور فیصلے بڑی حد تک ڈیجیٹل دنیا کے زیرِ اثر تشکیل پاتے ہیں۔ والدین اور اساتذہ کے بجائے سوشل میڈیا کی غیر مرئی شخصیات اس کے لیے نمونہ بن رہی ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں تربیت کا روایتی تصور شدید چیلنج سے دوچار ہو جاتا ہے۔

یہ محض طرزِ زندگی کی تبدیلی نہیں بلکہ ایک گہرا فکری اور اخلاقی بحران ہے، جس کے اثرات بچوں کے کردار، ذہنی صحت اور دینی شعور پر واضح طور پر مرتب ہو رہے ہیں۔ اصل سوال یہ نہیں کہ ڈیجیٹل دنیا سے کیسے بچا جائے، بلکہ یہ ہے کہ اسی دنیا میں رہتے ہوئے بچوں کی درست، متوازن اور اسلامی تربیت کیسے کی جائے؟

بچوں پر ڈیجیٹل دور کے منفی اثرات

ماہرینِ نفسیات کے مطابق، ڈیجیٹل میڈیا کا حد سے زیادہ استعمال بچوں میں عدمِ توجہ، ذہنی دباؤ، نیند کی بے ترتیبی، غصہ، تنہائی اور احساسِ کمتری جیسے مسائل پیدا کرتا ہے۔ یہ اثرات محض نفسیاتی نہیں رہتے بلکہ رفتہ رفتہ اخلاقی کمزوریوں میں ڈھل جاتے ہیں۔ بچے میں صبر، برداشت اور ضبطِ نفس جیسی صفات کمزور پڑنے لگتی ہیں، جبکہ خود پسندی اور اندھی تقلید فروغ پاتی ہے۔

(1) اخلاقی شعور کا زوال

ڈیجیٹل میڈیا نے بچوں کے سامنے ایسے نمونے پیش کر دیے ہیں جو ظاہری طور پر پرکشش مگر اخلاقی طور پر کھوکھلے ہیں۔ وہ شخصیات جن کی مقبولیت کردار کے بجائے لائکس اور فالورز پر قائم ہے، بچوں کے لیے آئیڈیل بنتی جا رہی ہیں۔ نتیجتاً اقدار کی جگہ خواہشات نے لے لی ہے۔

قرآنِ کریم اس کیفیت پر یوں متنبہ کرتا ہے:

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ (الفرقان:43)

یہ آیت آج کے ڈیجیٹل انسان کی مکمل تصویر پیش کرتی ہے—ایک ایسی نسل جو اپنی خواہشات اور پسند کو ہی معیارِ حق بنا بیٹھتی ہے۔

(2) خاندانی روابط میں کمزوری

ڈیجیٹل مصروفیات نے خاندان کے افراد کو جسمانی طور پر قریب مگر روحانی طور پر دور کر دیا ہے۔ گھروں میں مکالمہ کم اور خاموشی زیادہ ہو گئی ہے۔ تربیت، جو کبھی والدین کے طرزِ عمل اور روزمرہ مشاہدے سے منتقل ہوتی تھی، اب اسکرین کے سائے میں دبتی جا رہی ہے۔ اسلام اس غفلت کو سختی سے رد کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا (التحریم:٦)

حضرت علیؓ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہلِ خانہ کو علم سکھانا اور ادب کا عادی بنانا اس حکم کا تقاضا ہے۔ مگر آج المیہ یہ ہے کہ علم تو موجود ہے، ادب ناپید۔

(3) سوشل میڈیا اور نفسیاتی دباؤ

سوشل میڈیا نے کم عمری ہی میں بچوں کو موازنہ اور مسابقت کے دائرے میں مقید کر دیا ہے۔ وہ اپنی ذات کی قدر کو دوسروں کی ظاہری زندگی سے تولنے لگتے ہیں، جو بالآخر احساسِ کمتری، بے چینی اور ذہنی دباؤ میں بدل جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے اس فکری بیماری کا علاج یوں بیان فرمایا: "اللہ تمہاری صورتوں اور مال کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔" (صحیح مسلم)

(4) معلومات کی کثرت، تربیت کی قلت

ڈیجیٹل دنیا نے علم تک رسائی کو بے حد آسان بنا دیا ہے، مگر تربیت کو مشکل تر کر دیا ہے۔ معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے، لیکن عمل، ضبط اور اخلاقی پختگی کمزور پڑ رہی ہے۔ اسلامی تصورِ علم میں علم وہی معتبر ہے جو کردار میں جھلک دکھائے۔

(5) اسلامی تہذیب سے دوری

ڈیجیٹل کلچر ایک ایسی تہذیب کو فروغ دے رہا ہے جس میں فرد مرکز اور اجتماع پس منظر میں چلا جاتا ہے۔ عبادت، حیا، صبر اور قناعت جیسی اقدار کمزور ہو رہی ہیں، حالانکہ اسلام اعتدال، توازن اور اجتماعی شعور کا دین ہے۔

ڈیجیٹل دور میں والدین اور اساتذہ کی ذمہ داری

ڈیجیٹل تربیت کا مقصد صرف کنٹرول نہیں بلکہ کردار سازی ہے۔ والدین اور اساتذہ اگر محض روکنے کے بجائے سمجھانے، اور نگرانی کے ساتھ عملی نمونہ پیش کریں، تو یہی ٹیکنالوجی اصلاح کا مؤثر ذریعہ بن سکتی ہے۔

اسلامی اخلاقیات کے تین بنیادی اصول—صدق، امانت اور حیا—اگر آن لائن زندگی میں نافذ ہو جائیں تو ڈیجیٹل دنیا تزکیۂ نفس کا میدان بن سکتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد: "جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے، وہ بھلائی کی بات کرے یا خاموش رہے۔" (صحیح بخاری)

یہ حدیث ڈیجیٹل ابلاغیات کا جامع ضابطہ ہے۔

اختتامیہ

ڈیجیٹل دور ہمارے لیے خوف کا نہیں، فہم اور ذمہ داری کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اگر ہم اسلامی تربیت کے اصولوں کو جدید سائنسی شعور کے ساتھ ہم آہنگ کر لیں، تو بچوں کے ہاتھ میں موجود اسکرین زوال نہیں بلکہ خیر، علم اور کردار کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ یہی تربیت کا اصل مقصد ہے، اور یہی اس عہد میں والدین اور اساتذہ کی بنیادی ذمہ داری۔

لذت عشق نبی حاصل کریں
قلب اپنا صورت بسمل کریں
پرخطر ماحول ہوگا پرسکوں
نام والا شہ کا ورد دل کریں
لو لگا کر سید کونین سے
منزل مقصود کو حاصل کریں
ہوگا تابع آپ کا سارا جہاں
خود کو پہلے مومن کامل کریں
پنجتن سے رکھ کے اپنا واسطہ
آن واحد میں طلب منزل کریں
میری نسلوں کو بھی اے آقا کریم
اپنے مدح خوانوں میں شامل کریں
نام کا ہی ہوں معظم یا نبی
مجھ کو میرے نام کے قابل کریں

معظم ارزاں شاہی دوست پوری
قصبہ دوست پور ضلع سلطان پور (یوپی) انڈیا

غزل

شاہینہ خاتون شبنم

9415598203

تیری دنیا سے نہیں اپنی کہانی کہتے
حال دل تجھ سے اگر اپنا زبانی کہتے
تذکرہ اپنا جو ہم عہد، جوانی کہتے
اس کی تصویر کو تصویر پرانی کہتے
عمر۔ رفتہ کو اگر تھوڑا سکوں مل جاتا
زندگی تجھکو بھی۔ موجوں کی روانی کہتے
ہم کو لوٹا دے کوئی عہد گزشتہ کی کتاب
ہم جسے پڑھ کے کبھی مصرعۂ ثانی کہتے
تم بھی چنگیز ہلاکو سا نہ رکھتے جو مزاج
پھر غریبوں کے لہو کو نہیں پانی کہتے
وقت, صبح جو ہمیں روز جگاتا ہے فقیر
اس کی آواز کو ہم سنت کی بانی کہتے

ملی حمیت پر ڈاکہ زنی اور مسلمان خواب غفلت میں!

سرفراز احمد قاسمی حیدرآباد۔
رابطہ: 8099695186

ہم جس پرآشوب دور سے گزر رہے ہیں اس میں بعض اوقات ہر آنے والی صبح ایک نیا فتنہ لے کر نمودار ہوتی ہے، لفظ فتنہ ہر قسم کے امتحان، عذاب، شدت اور ہر قسم کے مکروہ و غلط کام کے لیے استعمال ہوتا ہے، مثلا کفر، معصیت، گناہ، فسق و فجور اور ہر مصیبت کے لیے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے، اگر کوئی مصیبت اللہ تعالی کی جانب سے ہو تو اس میں حکمت ہوتی ہے لیکن اگر کسی انسان کی جانب سے ہو تو وہ قابل مذمت ہوتی ہے، ان حالات میں ہمارے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات ہی واحد ذریعہ نجات ہیں، لہذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہے اور انکو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آخر یہ نبوی ہدایات کیا ہیں؟ فتنوں کے دور میں ہم کیا کریں؟ کیسے رہیں؟ حدیث پاک میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ نیک اعمال میں سبقت کرو کیونکہ فتنے ایسے ظاہر ہونگے جیسے پے درپے رات کی تاریکی کہ آدمی کی صبح اس حال میں ہوگی کہ وہ مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہوگا ایسے ہی کوئی شام کے وقت مومن ہوگا پھر جب صبح ہوگی تو وہ کافر ہو جائے گا یعنی اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور وہ اپنے دین کو دنیا کے حقیر سامان کے عوض بیچ ڈالے گا'(مسلم) آج چاروں طرف فتنوں کا سیلاب اور اسکی یلغار ہے، ایسے ماحول میں ہمیں یہ ضرور غور و فکر کرنا ہوگا کہ کہیں ہم سے ایمان کی دولت تو سلب نہیں کی جارہی ہے؟ پچھلے دنوں اخبارات کے ذریعے یہ معلوم ہوا کہ مسلم انتظامیہ اور عربی الفاظ کے ناموں سے شروع کیے جانے والے تعلیمی اداروں میں اپنے بچوں کو داخلہ دلوانے کے بعد ان کے مستقبل بالخصوص دین و دنیا کے متعلق بے فکر رہنے والے اولیائے طلباء اور سرپرستوں کو فوری ہوش میں آتے ہوئے اپنے بچوں میں ختم ہونے والی ملی حمیت اور ان کے دینی مزاج میں پیدا ہونے والی تبدیلی کے متعلق فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ شہر حیدرآباد میں مختصر مدت میں ترقی کرتے ہوئے اداروں کا جال پھیلانے والے بعض تعلیمی ادارے آر ایس ایس کے نظریات کے فروغ کا ذریعہ بنے ہوئے ہیں، انگریزی سوٹ اور مذہبی لبادہ اوڑھ کر عصری تعلیم کی فراہمی کے دعوے کرتے ہوئے معیاری تعلیم کے نام پر ملت کے نونہالوں اور نوجوانوں کی حمیت پر ڈاکہ ڈالنے والے اسکول و کالج انتظامیہ سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، ان تعلیمی اداروں اور انتظامیہ کے چنگل سے ملت کے نوجوانوں اور نونہالوں کو دور رکھنے کے لیے فوری طور پر اقدامات کیے جانے چاہیے جو کہ داڑھی ٹوپی اور مسلمانوں کی طرح نظر آنے والے انتظامیہ جو داڑھی ٹوپی کے ساتھ خود کو دور جدید کے علمبردار ثابت کرنے کے لیے کوٹ، پینٹ پہن کر، مذہب کی آڑ میں درحقیقت 'شیشو مندر' چلا رہے ہیں۔ ایک رپورٹ کے مطابق آر ایس ایس ملک میں مسلم کالج اور یونیورسٹیز کو اپنا نشانہ بناتے ہوئے انہیں اپنے نظریات کے فروغ کے لیے استعمال کر رہی ہے، اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا، مسلم راشٹریہ منچ کے ذریعے مسلمانوں کے درمیان رسائی حاصل کرتے ہوئے مسلمانوں میں جو کام ہو رہا ہے یہ بھی ایک حقیقت ہے، لیکن اس کام کی انجام دہی کے لیے مسلمانوں میں موجود کالی بھیڑوں کا جو استعمال ہو رہا ہے، ان کے چہروں پر پڑے نقاب کو چاک کیا جانا ضروری ہے۔ ہدایت دینے والی ذات اللہ کی ہے لیکن مذہبی ناموں کا استعمال کرتے ہوئے مسلم خاندانوں کو راغب کر کے اپنی داڑھی اور ٹوپی کے ذریعے انہیں متاثر کرنے والے انتظامیہ کو ہی اب مسلم راشٹریہ منچ کے پروگرام میں دیکھا جانے لگا ہے، گزشتہ پارلیمانی انتخابات کے دوران شہر حیدرآباد کے ایک مسلم انتظامیہ کے تعلیمی ادارے کے ذریعے بھارتیہ جنتا پارٹی کی امیدوارہ کے لیے مہم چلانے اور انہیں مدد فراہم کرنے کا الزام عائد ہوا تھا لیکن کسی بھی گوشے سے اس بات کی توثیق نہیں ہوئی لیکن اب ان کالجز اور اسکولوں کے انتظامیہ کے ذمہ داران اندریش کمار کی موجودگی میں ہونے والے پروگرامز میں برسر عام شرکت کرنے لگے ہیں، گزشتہ دنوں شہر حیدرآباد کی سرکردہ جامعہ میں منعقدہ پروگرام جس میں مسلم راشٹریہ منچ کے اندریش کمار نے شرکت کی تھی، اس پروگرام میں ایسی کالی بھیڑیں بھی موجود تھیں جو مسلمانوں کے درمیان تعلیم کے نام پر نظریہ سازی کی ذمہ داری پورا کر رہی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ آر ایس ایس نے مسلم نوجوانوں تک اپنے نظریات پہونچانے اور انہیں قریب کرنے کے لیے جو منصوبہ تیار کیا ہے اس کے مطابق ملک بھر کی جامعات کو اپنے مراکز کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش کی جارہی تھی لیکن جب انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ شہر حیدرآباد کی جامعات میں راست مسلم نوجوان داخلہ حاصل کرنے کے بجائے ملحقہ کالجز میں داخلہ حاصل کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرتے ہیں تو مسلم راشٹریہ منچ نے ان تعلیمی اداروں تک انتظامیہ کے ذریعے رسائی حاصل کرنے کے اقدامات شروع کر دیے ہیں۔ بتایا یہ بھی جاتا ہے کہ مسلم انتظامیہ کے ایسے تعلیمی ادارے جو بیرونی امداد حاصل کرتے ہوئے اپنے ادارہ جات قائم کر رہے ہیں ان کی تفصیلات اکٹھا کرتے ہوئے آر ایس ایس کی محاذی تنظیموں کی جانب سے انہیں قریب کیا جارہا ہے اور ملی مفادات کی پرواہ کیے بغیر مذہبی لبادہ اوڑھے ایسے عناصر تیز رفتار ترقی کے لیے قوم و ملت کے نونہالوں اور نوجوانوں کا سودا کرنے لگے ہیں، شہر حیدرآباد کی جامعات میں ہونے والے مسلم راشٹریہ منچ کے ان پروگرامز پر مسلمانوں کو گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے جو کہ منصوبہ بند انداز میں مسلمانوں کو آر ایس ایس سے قریب کرنے کے لیے منعقد کئے جا رہے ہیں، تنظیم کے منصوبے کے مطابق ان کا نشانہ وہ خاندان اور نوجوان ہیں جو دراصل اپنی مذہبی شناخت کی برقراری کے ساتھ عصری تعلیم حاصل کرتے ہوئے ترقی کرنا چاہتے ہیں، تعلیمی اداروں کے نام پر مسلمانوں سے ملی غیرت و حمیت کو ختم کرنے والا یہ گروہ وہی ہے جو چند برس قبل ہزاروں مسلمانوں کا سرمایہ ہڑپ کرنے والی کمپنی جو کہ انفورسمنٹ ڈائرکٹوریٹ کے مقدمات کا سامنا کر رہی ہے، اس گروپ میں مسلمانوں کو سرمایہ کاری کی ترغیب دینے میں پیش پیش رہا تھا اور متمول مسلمانوں کی معیشت کو ٹھکانے لگانے کے بعد اب ملی حمیت رکھنے والے والدین اور سرپرستوں کی نسلوں کا بیڑا غرق کرنے پر تلا ہوا ہے۔

اسی طرح یہ بھی خبر آئی تھی کہ کچھ مہینے قبل آر ایس ایس شہر حیدرآباد میں مسلمانوں کی تائید کے نام پر قادیانیوں کو ساتھ لیتے ہوئے عوام کو گمراہ کرنے کی مہم کا آغاز کر چکی ہے اور امن کے نام پر تیار کی جانے والی سازش کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کو آر ایس ایس سے قریب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، بلکہ مسلم نما چہروں کو آر ایس ایس اپنے ساتھ لیتے ہوئے یہ باور کروانے لگی ہے کہ مسلمان اب آر ایس ایس سے قربت اختیار کر رہے ہیں، وقف مرمہ ایکٹ کی تائید کے لیے جن لوگوں کو آر ایس ایس نے اپنے ساتھ لیا تھا ان کا استعمال کرنے کے بعد اب قادیانیوں کے ساتھ شہر حیدرآباد میں اجلاس منعقد کرتے ہوئے اس کی خبریں بھی شائع کروائی جانے لگی ہیں جبکہ شہر حیدرآباد میں قادیانیوں کی یہ جرأت نہیں تھی۔ وہ اپنے اجلاس یا منصوبوں کے متعلق سرعام کوئی سرگرمیاں انجام نہیں دیا کرتے تھے بلکہ اپنی شناخت کو مخفی رکھتے ہوئے زندگی گزارتے تھے لیکن اب حیدرآباد میں وہ اپنی سرگرمیوں کے متعلق اخبارات میں خبریں شائع کروانے لگے ہیں گزشتہ دنوں معاشرے میں امن کے نام پر منعقد کیے گئے اجلاس جس میں بین مذہبی رہنماؤں کے ساتھ آر ایس ایس قائدین کو بھی مدعو کیا گیا تھا اس اجلاس کی رپورٹ انگریزی کے ایک مؤقر روزنامہ میں شائع ہوئی ہے جس میں قادیانیت کے ترجمان کا بیان اس طبقے سے تعلق رکھنے والے شخص کے نام کے ساتھ شائع ہوا ہے، شہر حیدرآباد میں جہاں قادیانیوں کی سرگرمیاں طویل عرصے تک محدود ہوا کرتی تھیں اور ان سرگرمیوں کو مخفی رکھا جاتا تھا بلکہ قادیانی اپنی شناخت بھی مخفی رکھتے ہوئے خود کو مسلمان کے طور پر پیش کیا کرتے تھے لیکن اب ان کی سرگرمیاں فروغ پانے لگی ہیں جن پر قابو پانا ضروری ہے، عالمی سطح پر قادیانیوں کی جانب سے چلائی جانے والی تحریک 'ہیومانٹی فرسٹ' کے 30 سال کی تکمیل کے موقع پر منعقدہ اس اجلاس میں عیسائی، بدھ مت اور ہندو مذاہب کے ماننے والی مذہبی شخصیات کو مدعو کیا گیا تھا، جو کہ قادیانیوں کی جانب سے منعقد کی گئی تھی اجلاس کے داعی قادیانی طبقے کے نمائندوں نے دعوی کیا کہ گزشتہ ماہ دنیا بھر میں اس طرح کے اجلاس اور تقاریب منعقد کی گئی ہے، شہر حیدرآباد میں آر ایس ایس کی پشت پناہی حاصل کرتے ہوئے ان کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے والے نام نہاد مسلم چہروں کے بعد اب قادیانی بھی آر ایس ایس کے مسلم چہروں کا کردار ادا کرنے کے لیے ان کے ساتھ ہو چلے ہیں، جو بڑی تشویش ناک بات ہے۔

ایسے ہی ایک دوسری خبر یہ بھی آئی تھی کہ حیدرآباد کے مسلمانوں کی ملی حمیت کو نشانہ بنانے کے بعد ہندوتوا طاقتیں اب دوسرے مسلم اکثریتی آبادی والے شہر نظام آباد میں مسلمانوں کی نبض ٹٹولنے لگی ہیں، متحدہ آندھرا پردیش میں جہاں مسلمان اپنے مذہبی تشخص اور ملی حمیت کے ساتھ زندگی گزارتے تھے، وہیں تشکیل تلنگانہ کے بعد بھی مسلمانوں کے ساتھ کوئی ظلم و زیادتی ہوتی تو امت مسلمہ ان کے خلاف آواز اٹھانے سے گریز نہیں کرتی تھی، اکثر و بیشتر یہ آواز حیدرآباد اور نظام آباد سے بلند ہوتی تھی، کیونکہ ان دونوں شہروں میں مسلمانوں کی قابل لحاظ آبادیاں ہیں اور امت کے لیے آواز اٹھانے والے ریاست کے بیشتر علاقوں میں موجود ہیں لیکن ان دونوں شہروں میں امت کے مسائل کو تحریک بنانے کی کوشش کی جاتی ہے جو بڑی حد تک کامیاب ہوا کرتی ہے، ہندوتوا طاقتیں امت کے شیرازے کو بکھیرنے، مسلم غالب آبادی والے علاقوں میں مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کی نشاندہی کر کے ان کے متعلق اس قدر بدزنی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہوتی ہے تو اسلامی تعلیمات کے مطابق ظالم کو ظلم سے روکنے کی تعلیمات پر عمل کے بجائے ظلم کی حمایت کرنے لگتے ہیں جو جمہوری اصولوں اور قوانین کی دھجیاں اڑانے کا سبب ہے۔ شہر حیدرآباد کی یہ تاریخ رہی ہے کہ پورے ملک میں یا ریاست میں کسی بھی مقام پر مسلمانوں کے خلاف کہیں بھی ظلم ہو یا کوئی آفت آئے تو فوری حیدرآباد سے آواز اٹھا کرتی تھی اور مظلوموں کی راحت کے لیے امداد اکٹھی کر کے اپنا کردار ادا کیا کرتا تھا لیکن اب صورتحال کا مشاہدہ کیا جائے تو شمالی ہند سمیت ملک کی مختلف ریاستوں میں مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے کے باوجود حیدرآباد خاموش ہو چکا ہے اور اگر کوئی مدد کی بھی جارہی ہے تو خاموشی سے ہو رہی ہے، جو کہ ہندوتوا قوتوں کی کامیابی تصور کی جارہی ہے، مسلم آبادیوں کو مسمار کیا جائے یا مسلمانوں پر غلط مقدمات درج کئے جائیں یا پھر مسلم نوجوان ہجومی تشدد کا شکار ہوں، ایسا لگتا ہے کہ اب امت واحدہ کا تصور ختم ہوتا دکھائی دے رہا ہے، شہر حیدرآباد میں 1990 کی دہائی میں ملی حمیت کے جو مظاہرے کیے جاتے تھے، انہیں 30 سال میں بتدریج ختم کر دیا گیا، بابری مسجد کی شہادت، افغانستان یا عراق پر حملہ ہو یا پولیس انکاؤنٹر میں عزیز اور اعظم کو قتل کرنے کا معاملہ شہر میں ان کے خلاف آواز اٹھائی جاتی تھی اور پورا شہر سراپا احتجاج ہو جاتا تھا، لیکن اب حیدرآباد میں کسی بھی معاملہ میں حتی کہ شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ملعون رکن اسمبلی کی جانب سے مسلسل گستاخی کے باوجود اسے گرفتار کروانے کی طاقت سے حیدرآباد کے مسلمان محروم ہو چکے ہیں، شہر کی اس حالت کے بعد اب ہندوتوا طاقتوں کی نظریں شہر نظام آباد پر مرکوز ہو چکی ہیں اور نظام آباد میں مسلمانوں کو کمزور کرنے میں کامیابی کی جانچ کے لیے ابتدائی طور پر مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو نشانہ بنایا جارہا ہے اور آئندہ بے قصور نوجوانوں کو نشانہ بنانے کا سلسلہ شروع کرنے کی سازش تیار کی جارہی ہے، اگر گزشتہ دو برسوں میں تلنگانہ اضلاع میں مخالف مسلم واقعات کا جائزہ لیا جائے تو ہندوتوا طاقتوں کا نشانہ سرحدی اضلاع رہے ہیں جن میں عادل آباد، سنگاریڈی، میدک اور نظام آباد شامل ہے، ان اضلاع میں مسلمانوں کو نشانہ بنا کر ریاست کے مسلمانوں کی نبض ٹٹولنے کی جو کوشش کی جارہی ہے، اس کے متعلق امت مسلمہ کو باشعور ہونے، چوکنا ہو کر زندگی گزارنے اور اپنی ملی حمیت کا ثبوت دینے کی ضرورت ہے۔ حالات کتنے نازک ہو رہے ہیں اور ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ کیا ان سب کے باوجود ہم خواب غفلت میں رہیں گے، کیا واقعی مسلمانوں سے امت واحدہ کا تصور ختم ہو رہا ہے؟ اس پر کون سوچے گا اور کون لائحہ عمل طے کرے گا؟

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

*(مضمون نگار معروف صحافی، سیاسی تجزیہ نگار